تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار　　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم　　　۱۲ جولائی ۱۹۹۷ء　　　مدیر : حافظ عاکف سعید

انقلابی عمل کے فہم کا واحد ذریعہ : سیرت نبویؐ

انقلاب' انسان کی حیات اجتماعی کے کم از کم کسی ایک گوشے میں اساسی اور بنیادی تبدیلی کا نام ہے' چنانچہ فرانس کا دو صدی قبل کا انقلاب بھی انقلاب کہلانے کا مستحق ہے اس لئے کہ اس میں سیاسی ڈھانچہ تبدیل ہو گیا تھا' اور اسی طرح اس صدی کے آغاز کا روس کا انقلاب بھی واقعتاً انقلاب تھا' اس لئے کہ اس سے معاشی نظام میں بنیادی تبدیلی واقع ہو گئی تھی۔ جبکہ اس کے برعکس تیسری صدی عیسوی میں پوری سلطنت روما کی مذہبی تبدیلی کو انقلاب نہ کہا گیا' نہ کہا جا سکتا ہے! اس لئے کہ اس سے نظام اجتماعی کے کسی بھی گوشے میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی۔

تاریخ انسانی کا عظیم ترین اور ہمہ گیر ترین انقلاب وہ تھا جو اب سے چودہ سو سال قبل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرہ نمائے عرب میں برپا کیا۔ اس لئے کہ اس میں نہ صرف "مذہب" تبدیل ہو گیا تھا بلکہ اجتماعی نظام بھی پورے کا پورا سر سے پیر تک اور جڑ سے چوٹی تک بدل کر رہ گیا تھا۔ اس پر غیروں میں سے ایم این رائے' ایچ جی ویلز اور ڈاکٹر مائیکل ہارٹ کی گواہیاں تو پیش کی جا چکی ہیں..... ان دونوں باتوں پر ایک اور حقیقت واقعی کا اضافہ کر لیا جائے تو ہم ایک اہم نتیجے پر پہنچ جائیں گے اور وہ یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ عظیم اور کلی انقلاب عام انسانی زندگی کے اوسط عرصے یعنی کل بیس برس میں برپا کر دیا اور اس کے جملہ مراحل کو بنفس نفیس اپنی ہی رہنمائی اور ذاتی قیادت و سیادت میں طے کیا۔ چنانچہ ۶۱۰ء میں ایک فرد واحد کی حیثیت سے دعوت کا آغاز فرما کر ۶۳۰ء تک جزیرہ نمائے عرب میں انقلاب کی تکمیل کر دی۔

ان سب باتوں سے جو قطعی' حتمی اور ناقابل تردید و تکذیب نتیجہ برآمد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ جاننا چاہے کہ انقلاب کس طرح برپا کیا جا سکتا ہے؟ اور یہ کہ انقلابی عمل کے مراحل کون کون سے ہیں؟ اور یہ کہ ہر مرحلے کے لوازم کیا ہیں؟ اور یہ کہ پہلے مرحلے کے بعد دوسرے کی جانب پیش قدمی کی لازمی شرائط کیا ہیں؟۔ تو اس کے لئے واحد راستہ یہ ہے کہ سیرت محمدیؐ کا مطالعہ کرے اور اپنی پوری توجہ کو اس یقین کے ساتھ اس پر مرکوز کر دے کہ "جا ایں جاست!" گویا انقلابی عمل کے فہم و شعور کے لئے تو "بہ مصطفیٰؐ برساں خویش را!" کے سوا اور کوئی چارہ کار موجود ہی نہیں ہے!..."

(اقتباس از "انقلابی عمل کے فہم کا واحد ذریعہ : سیرت نبیؐ" تحریر : ڈاکٹر اسرار احمد)

قیمت : ۲ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث امروز

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

آٹا کوپن سکیم

موجودہ حکومت اقتدار سنبھالتے ہی آٹے کے بحران کا شکار ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس نے بحران کی تمام تر ذمہ داری سابقہ حکومت پہ ڈال دی اور یہ الزام بہت دنوں تک پارلیمنٹ کے فلور پر اور اخبارات و ٹیلی ویژن کے ذریعے عائد کیا جاتا رہا حتیٰ کہ سابقہ حکومت پنجاب کے وزیر خوراک پر گندم کے سکینڈل میں ملوث ہونے کے الزام میں مقدمہ بھی درج کروا دیا گیا۔ پھر ایک روز وزیر داخلہ نے قومی اسمبلی میں پوچھے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے آٹے کے بحران کی ذمہ داری نگران حکومت پر ڈال دی۔ وفاقی وزیر خوراک اس بیان پر چمکیں مگر حکومتی ساکھ کے غبارے سے خاصی ہوا نکل چکی تھی۔ تاہم حکومت اپنے پہلے موقف پر ڈٹی رہی اور باوجود اس کے کہ حکومت کے اپنے ایک منصب دار کی گاڑیاں گندم سمگل کرتے ہوئے پکڑی گئیں' بے نظیر حکومت پر الزام دھرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ اس دوران گندم کی سپلائی منقطع ہونے پر صوبائی حکومتوں نے شکوہ کیا' آٹے کی قلت پر عوام احتجاجاً سڑکوں پر نکل آئے اور آٹے سے بھرے سرکاری ٹرکوں کو لوٹنے لگے اور آٹے کی قیمتیں بڑھ جانے پر لوگوں نے واویلا کرنا شروع کر دیا مگر حکومت جواب میں یہی ورد کرتی رہی کہ یہ بحران بے نظیر حکومت کا پیدا کردہ ہے۔ بالآخر بحرانی کیفیت کو تعریفی فضا میں تبدیل کرنے کی حکومت کو خوب سوجھی۔ اچانک اعلان ہوا کہ غریب عوام کو کوپن کے ذریعے آٹا سستے داموں ملے گا۔ کچھ دن ہوئے اس سکیم کا باقاعدہ اجراء ہوا اور بیت المال سے دو اڑھائی لاکھ لوگوں کو آٹا کوپن جاری ہونے کا دعویٰ ہونے لگا۔ اور یوں وزیر اعظم کی بندہ پروری اور غریب نوازی کی بات عوام کے منہ میں ڈالی جا رہی ہے۔

یہ انداز مشفقانہ در حقیقت استحصالی انداز ہے جو جاگیرداروں کا آبائی وتیرہ ہے۔ ان کے آباؤ و اجداد بھی اپنوں کے خلاف جاسوسی کرنے اور حکمرانوں کی کاسہ لیسی کے عوض انعامات اور جاگیریں وصول کرتے اور گلے میں تمغے لٹکایا کرتے تھے' جو دراصل ذہنی اور جسمانی غلامی کا واضح ثبوت ہوتے۔ یہی حال سرمایہ داروں کا ہے جن کا ایک ممتاز نمائندہ ہمارے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف ہیں۔ یہ طبقہ طبعاً جاگیرداروں سے کسی صورت کم نہیں بلکہ ایک ہاتھ آگے ہے اور وہ یوں کہ زبان کے نرم مگر عملاً کہیں زیادہ گرم۔ اس ملک کے مصائب میں سرمایہ دار کا رول زیادہ ہے۔ ہر وہ بحران جس سے ان کی تجوری بھری جا سکے سرمایہ داروں کی سرمایہ کاری سے برپا ہوتا ہے۔ جاگیردار تو اکڑ فوں پہ زیادہ نازاں ہوتا ہے جبکہ سرمایہ دار عوام الناس کا خون پی کر زندہ رہتا ہے۔ غریبوں پر ترس کھانے کی بات اور ان کی دستگیری کا دعویٰ محض دکھلاوا ہوتا ہے۔ مدعا غریب کا استحصال ہے جس کی خاطر تمام ملمع سازی کی جاتی ہے۔ ہر کھاتا پیتا شخص الا ماشاء اللہ اور اس ملک کا ہر بر سر اقتدار حاکم غریب کی مدد کرتے ہوئے اس کی فرمانبرداری کا سودا کرتا ہے۔ ہمارے ہاں خیرات و صدقات ہوں یا زکوٰۃ' فوڈ سٹیمپ منصوبہ ہو یا آٹا کوپن سکیم سب غریب کی گردن پہ ہاتھ رکھنے کا ڈھنگ ہے۔ زکوٰۃ کے دو تین سو روپے لینے کے لئے چیئرمین اور دیگر ممبران کمیٹی کی رہائش گاہوں کے طواف' بیت المال سے سو ڈیڑھ سو روپے کی امداد کے لئے خوشامد اور مزارات پر خیرات کے حصول کے میں عزت نفس کی تذلیل بظاہر نیک عمل کے اصلی روپ ہیں۔ حالانکہ اس ضمن میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے "جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کر کے پھر احسان نہیں جتاتے' اور نہ دکھ دیتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لئے کسی رنج اور خوف کا موقع نہیں۔ ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ ہو۔ اے ایمان لانے والو اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کر اس شخص کی طرح برباد نہ کر بیٹھو جو اپنا مال محض لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے۔۔۔۔" مقام عبرت ہے کہ جہاں مغربی ممالک اللہ تعالیٰ کے اس عطا کردہ اصول کی دانستہ طور پر پیروی کرتے ہیں وہاں ہم دانستہ طور پر خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ان ممالک میں محروم کی مدد فریضے کے طور پر کی جاتی ہے جبکہ ہمارے ہاں بندہ پروری کے انداز میں ہوتی ہے۔ آٹا کوپن حاصل کرنے کے لئے کمیٹیوں کے ممبران بد اعمال کی کج نگاہوں سے پاس ہونا پڑے گا اور پھر اس تھوڑی سی مالی سہولت کی خاطر گھنٹوں دھوپ میں لائن حاضر رہ کر صبر و شکر کے تلخ گھونٹ پیتے ہوئے ضبط کرنا ہو گا۔

غریب عوام کی مدد کے اس غیر مہذب طریق نے قوم کو تین حصوں میں بانٹ دیا ہے۔ ایک طبقہ وہ ہے جو غریبوں کو بھیک ڈال کر اپنے غرور کی آبیاری کرتا ہے' دوسرا طبقہ بھیک لینے کا عادی ہو چکا ہے اور تیسرا طبقہ ان سفید پوش بدنصیب غیر تمندوں کا ہے جو ہاتھ پھیلا کر شرف انسانیت کی تذلیل کرنا پسند نہیں کرتا البتہ اس نے مرنا سیکھ لیا ہے۔ ہر روز اخبارات میں غربت کے ہاتھوں شکست خوردہ پاکستانیوں کی خود کشی کے واقعات رپورٹ ہو رہے ہیں۔ کہیں بد قسمت ماں اپنے بچوں کی حالت زار برداشت نہ کر پاتے ہوئے دریا میں چھلانگ لگاتی دکھائی دیتی ہے اور کہیں شرمسار باپ اپنے بلکتے ہوئے بچوں سے آنکھ چرا کر خود کشی کر لیتا ہے۔ کیا جواب دیں گے آسائش و آرام کی زندگی بسر کرنے والے اس ملک کے لوگ اللہ رب العزت کے حضور؟ قبر کا اندرونی حصہ تو سب کے لئے ایک جیسا ہے' امیر ہو یا غریب' متمول ہو یا محروم' وزیر اعظم ہو یا چپڑاسی!

اداریہ

عاکف سعید

ربیع الاول کا پیام

ماہ ربیع الاول کے ابتدائی بارہ ایام میں پورے عالم اسلام میں سیرت کی محافل و مجالس کا انعقاد نہایت جوش و خروش اور اہتمام سے کیا جاتا ہے۔ جذبات عقیدت واحترام کے اظہار کے لئے مختلف طور طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ اس بحث سے قطع نظر کہ ان میں سے کون سے طریقے مستحسن کہلائے جاسکتے ہیں اور کن کو غیر مستحسن کہنا زیادہ صحیح ہوگا' یہ امرواقعہ ہے کہ نبی آخر الزمان رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کرنا اور ان کے امتی ہونے پر فخر کا اظہار کرنا مسلمان کے دل کی آواز ہے اور قرآن مجید میں آنحضور ﷺ کے لئے وارد شدہ بشارت الٰہی "ورفعنا لک ذکرک" کا مظہر ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہمیں عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے انہی طور طریقوں تک محدود رہنا چاہئے کہ جن کا سراغ دور نبوی' دور صحابہ اور سلف صالحین سے ملتا ہو اور جن کی جانب رہنمائی ہمیں قرآن کی آیات بینات میں ملتی ہو' اس لئے کہ اظہار عقیدت کے دوسرے طریقے نورانیت سے یقیناً خالی ہوں گے اور ان میں شر کا احتمال بہرطور باقی رہے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کے ایمان و تقویٰ کی گواہی اور جن کے لئے راہ رشد و ہدایت پر گامزن ہونے کی گارنٹی قرآن نے دی ہے' کی سیرت پر جب ہم اس پہلو سے نگاہ دوڑاتے ہیں تو وہاں معاملہ ہمارے موجودہ تصورات سے مختلف نظر آتا ہے۔ ہمارا سارا زور عقیدت و محبت کے زبانی اظہار پر ہے جبکہ وہاں اس کے برعکس اصل زور اپنے عمل سے آنحضور ؐ اور آپ ؐ کے مشن کے لئے ایثار و قربانی کی داستانیں رقم کرنے پر تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہماری وفاداری زبانی جمع خرچ تک محدود ہے جبکہ اصحاب رسول ؐ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے دین کے ساتھ عملی وفاداری کی وہ مثالیں قائم کیں جن کی نظیر رہتی دنیا تک پیش نہیں کی جاسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ

کی محمد ؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح و قلم تیرے ہیں

کے مصداق نہ صرف یہ کہ قیصرو کسریٰ کی سلطنتیں مسلمانوں کے قدموں میں ڈھیر ہوئیں بلکہ عزت' وقار اور سربلندی کے وارث بھی مسلمان قرار پائے ـــــ اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور نام لیوا ہونے کے باوجود اور آنحضور ؐ سے عقیدت کے زبانی اظہار کے معاملے میں صحابہ کرام کو بھی پیچھے چھوڑ دینے کے باوجود عزت اور وقار نام کی کوئی شے آج ہمیں حاصل نہیں ہے بلکہ "ضربت علیهم الذلة والمسکنة" کے الفاظ قرآنی کا مصداق کامل بن کر اقوام عالم میں عبرت کا نشان بنے ہوئے ہیں۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ اللہ کی Good Book میں آنے اور اس کی محبوبیت کا مقام حاصل کرنے کے واحد ذریعہ اتباع رسول ؐ ہے۔ اور اتباع رسول کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ہماری زندگی کا رخ بھی وہی ہو جائے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا تھا۔ آپ ؐ کے شب و روز جس فکر میں اور جس عظیم انقلابی مشن میں صرف ہوئے اس مشن کی تکمیل ہمارا بھی ہدف اولین بن جائے' جس طریق کار پر عمل پیرا ہو کر آپ ؐ نے ایک شدید جان گسل محنت اور سعی و جہد کے بعد جزیرہ نمائے عرب میں انقلاب برپا فرمایا۔ اسی طریق کار پر کاربند ہو کر ہم بھی اپنے ملک میں غلبہ و اقامت دین اور نظام خلافت کے احیاء کے لئے تن من دھن نچھاور کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں اور محبت رسول ؐ کے زبانی وعدوں سے آگے بڑھ کر اپنے عمل سے اس کا ثبوت فراہم کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ اس لئے کہ

وقت فرصت ہے کہاں ' کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

صحابہ کرام ؓ کی بے مثال کامیابی جو محض دنیوی زندگی ہی تک محدود نہیں آخرت پر بھی محیط ہے' کا راز یہی تو تھا کہ انہوں نے زبانی جمع خرچ پر قانع ہو جانے کی بجائے عمل کا راستہ اختیار کیا اور آنحضور ﷺ سے عقیدت و محبت کا اظہار آپ کے مشن کی تکمیل میں آپ ؐ کے دست و بازو بننے اور آپ کی نصرت و حمایت کے ذریعے کیا۔ ہم اگر دنیا کی عزت اور سربلندی اور اخروی نجات کے خواہاں ہیں تو لامحالہ ہمیں صحابہ کرام ؓ کے اسوہ پر چلنا ہوگا۔ آنحضور ؐ کے مشن کی تکمیل یعنی غلبہ و اقامت دین کے لئے تن من دھن نچھاور کرنا ہی دراصل آنحضور ؐ سے محبت و عقیدت کے اظہار کا صحیح ترین طریقہ ہے۔ یہی وہ کام ہے جس کے لئے سورۃ الصف میں مسلمانوں کو نصرت کے لئے پکارا گیا ہے: "یایها الذین امنوا کونوا انصار الله" اور اسی کے لئے سورۃ الاعراف میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ "فالذین امنوا به وعزروه ونصروه"۔ اللہ کا دین اس وقت مغلوب اور پامال ہے' آنحضور ؐ کا مشن ہنوز شرمندہ تکمیل ہے لہٰذا ہر مسلمان کی اولین دینی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اللہ کے دین کو غالب اور سربلند کرنے کے لئے میدان عمل میں نکل آئے اور نبی ؐ کے مشن کی تکمیل کو اپنی زندگی کا اہم ترین ہدف خیال کرے

مری زندگی کا مقصد ' تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں ' میں اسی لئے نمازی

ہم اگر اپنی اس بنیادی اور اہم ترین دینی ذمہ داری کی ادائیگی سے تغافل برتتے رہے اور محض سیرت یا نعت و میلاد کی محفلیں منعقد کر کے اپنے تئیں سمجھتے رہے کہ ہم نے عشق و محبت رسول ؐ کا تقاضا پورا کر دیا ہے تو یہ نری خوش فہمی اور خود فریبی ہے اور بس!

ہاں ' آخری بات یہ کہ نبوی مشن کی تکمیل کے لئے صرف وہی طریق کار مناسب اور درست قرار دیا جا سکتا ہے جس کے نمایاں خدوخال سیرت طیبہ کے مطالعے کے ذریعے سامنے آتے ہوں۔ اس مقدس دینی فریضے کی ادائیگی کے لئے کوئی دوسرا طریق کار اختیار کرنا محض وقت کا ضیاع ہوگا۔ ہمارے لئے ہر معاملے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور آپ ؐ کے اسوۂ کاملہ کی پیروی ہی درحقیقت کامیابی کی حتمی ضمانت ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

دینی و دنیوی تعلیم کا سنگم
قرآن کالج لاہور
ایف اے اور آئی کام میں داخلے شروع ہیں
نتیجے کے منتظر طلبہ بھی درخواست دے سکتے ہیں
برائے رابطہ: پرنسپل قرآن کالج' ۱۹۱ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ اگر معیشت سے سود کا خاتمہ نہ کیا گیا تو ملک بہت جلد دیوالیہ ہو جائے گا

وفاقی شرعی عدالت کے تاریخ ساز فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست سے حکومتی عزائم بے نقاب ہو گئے ہیں

وزیر اعظم نے میری موجودگی میں راجہ ظفر الحق سے کہا "راجہ صاحب ترمیمی بل لائیے" مگر نہ معلوم پھر وہ کہاں اٹک گیا!!

نواز شریف کے بعض حواری در حقیقت آئی ایم ایف کے پجاری ہیں جو ان کی عاقبت خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۴ جولائی ۹۷ء کے خطبہ جمعہ کی تلخیص

میں لاہور سے باہر ضلع بونیر میں ایک دعوتی دورے پر ا ہ مجھے اطلاع ملی کہ حکومت پاکستان نے شرعی عدالت کے سود کے خلاف اسلام ہونے کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر کردہ اپیل واپس لینے کی درخواست کر دی ہے۔ یہ خبر یقیناً میرے لئے خوشی کا باعث تھی۔ میں نے لاہور میں تنظیم اسلامی کے شعبہ نشر و اشاعت کو اس کا خیر مقدمی بیان پریس کو جاری کرنے کی ہدایت کر دی۔ اگلے روز یہ بیان قومی اخبارات میں شائع ہو گیا۔ بعد میں موقع ملنے پر میں نے جب اخبارات کا تفصیلی مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ بظاہر تو اپیل واپس لی جا رہی ہے لیکن درپردہ دھوکہ دہی کے ذریعے وفاقی شرعی عدالت سے فیصلہ پر نظر ثانی کرائی جا رہی ہے۔ اس لئے کہ سپریم کورٹ میں دائر کردہ اپیل کی واپسی کی درخواست پر شریعت اپیلیٹ بینچ کی جانب سے اپیل واپس ہی نہیں ہوئی اور حکومت نے شرعی عدالت میں اس کے فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست کر دی۔

اگلے روز ۴ جولائی کے نوائے وقت میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سجاد علی شاہ کا بیان اخبارات میں شائع ہوا انہوں نے بھی اس کی توثیق کر دی۔ ان کا کہنا تھا کہ حیرت کی بات ہے کہ میری منظوری کے بغیر شرعی عدالت کے چیف جسٹس نے حکومتی درخواست سماعت کے لئے کیسے منظور کر لی! انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہی کام سپریم کورٹ کا شرعی اپیلیٹ بینچ بھی کر سکتا ہے۔ محترم چیف جسٹس کا یہ بیان بعینہ میرے خیالات کی ترجمانی ہے۔ میرے دل سے ان کے لئے دعا نکلی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ آج عدلیہ میں بعض "کالی بھیڑیں" پائی جاتی ہیں تاہم بعض روشنی کے مینار بھی موجود ہیں۔

بینک کے سود کی حرمت کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کے تاریخ ساز فیصلے پر نظر ثانی کے لئے درخواست دائر کرنے سے حکومت کے اصل عزائم بے نقاب ہو گئے ہیں اور صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ قدم قدم پر قوم سے دھوکہ کر رہی ہے۔ یہ سراسر دھوکہ اور فریب ہے کہ ایک طرف تو وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اپنی تقریر میں سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۰ کے حوالہ سے سود کو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ قرار دے کر' اس جنگ کو جاری نہ رکھنے کا اعلان کرتے ہیں اور دوسری طرف شرعی عدالت کے تاریخ ساز فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست کی جا رہی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جنگ ختم نہیں کی جا رہی ہے بلکہ اسے جاری رکھا اور طول دیا جا رہا ہے۔ ایسے ہی رویہ کے بارے میں سورۂ البقرہ میں فرمایا گیا :

> "اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان نہیں لاتے (یہ لوگ اپنے نزدیک) اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور حقیقت میں دھوکہ نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو اور وہ (اس بات کو) نہیں سمجھتے۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے' سو اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی ہے۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں"۔
> (البقرہ ۸'۹'۱۰)

یہ روگ اور بیماری کونسی ہے؟ یہ ایمان کے ضعف اور یقین کی کمی کا روگ ہے۔ بقول شاعر ؎

وہی دیرینہ بیماری وہی نامحکمی دل کی
علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی

میرے نزدیک سورۃ البقرہ کی یہ آیات حکومت کے موجودہ رویئے پر صد فی صد منطبق ہوتی ہیں۔ ایمان و یقین کی اس کمزوری کو اگر دور نہ کیا جائے تو نفاق کے مرض میں مبتلا ہو جانے کا شدید اندیشہ رہتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ آج پوری پاکستانی قوم ہی مرض نفاق کی ایک خاص قسم میں مبتلا ہے۔ یہ وہ نفاق ہے جو وعدہ خلافی کی پاداش میں دلوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اہل پاکستان نے اسلام کے نام پر پاکستان حاصل کیا تھا لیکن قیام پاکستان کے بعد انہوں نے اسلام کی جانب پیش رفت کی بجائے اس سے روگردانی کی روش اختیار کی۔ چنانچہ قوم کے دلوں میں یہ نفاق ڈال دیا گیا۔ قرآن حکیم میں کہا گیا :

> "اور (دیکھو) ان (منافقوں) میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہمیں (مال و دولت) عطا کیا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور نیک بندے بن کر رہیں گے۔ پھر جب اللہ نے ان کو اپنے فضل (مال و دولت) سے عطا کیا تو لگے اس میں بخل کرنے اور (اپنے عہد سے) پھر گئے۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ نیکی کی طرف سے ان کے دل ہی) پھرے ہوئے ہیں۔ تو (اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ) اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق (کا روگ) لگا دیا اس دن تک کے لئے (جس دن) یہ اس سے ملیں گے اور یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا نہ کیا اور (نیز) اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے رہے۔"
> (التوبہ : ۷۵'۷۶'۷۷)

ہماری قوم میں یہ نفاق تین صورتوں میں ظاہر ہوا۔

i) **نفاق باہمی** : پاکستانی قوم میں اتحاد و اتفاق کی قوت نہ رہی۔ وہ تحلیل ہو گئی۔ ایک قوم کے تصور کی بجائے لسانی' نسلی اور صوبائی عصبیتوں کو فروغ حاصل ہوا۔

ii) **نفاق عملی** : مجموعی طور پر ملت اسلامیہ پاکستان کے کردار و اخلاق کا دیوالہ نکل گیا۔ حدیث نبوی ؐ کے مطابق جھوٹ بولنے' خیانت کرنے اور وعدہ خلافی کرنے والا منافق ہوتا ہے' اس معیار کے مطابق دیکھا جائے تو آج ہم میں جو شخص امور حکومت میں اپنے منصب اور مقام کے اعتبار سے جتنا بڑا ہے اتنا ہی بڑا جھوٹا' خائن اور وعدہ

خلاف ہے۔

دستوری نفاق : تیسرا اور بدترین نفاق جس میں بحیثیت قوم ہم مبتلا ہیں، دستوری نفاق ہے۔ ہمارے ملک کا دستور تضادات کا مجموعہ ہے۔ اس میں اگر ایک طرف اسلامی دفعات بھی موجود ہیں تو اس کے ساتھ ہی ایسی دفعات اور ایسی شقیں بھی دستور کا حصہ بنادی گئی ہیں جو اسلامی دفعات کو قطعی غیر موثر بنادیتی ہیں۔ مثلاً اس میں ۲۲۷ جیسی خالص اسلامی دفعہ بھی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی قانون سازی کتاب وسنت کے منافی نہیں کی جا سکے گی۔ لیکن اسی دفعہ کی شق ب کی رو سے قوانین کو کتاب وسنت کے مطابق ڈھالنے کا کام اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد ہوگا۔ وہ اپنی سفارشات مرتب کرکے حکومت کو پیش کرے گی۔ مقننہ ان پر غور و فکر کرے گی لیکن وہ ان کے مطابق قانون سازی کی پابند نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ ماضی میں اسلامی نظریاتی کونسل سفارشات مرتب کرکے حکومت کے سامنے پیش کرتی رہی لیکن ان پر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا۔ دوسری مثال شرعی عدالت کا قیام ہے۔ آئین کی رو سے شرعی عدالت قائم کی گئی ہے لیکن اس پر بھی عائلی قوانین، آئین پاکستان اور پروسیجرل لاء کے سلسلہ میں پابندی عائد کردی گئی ہے کہ وہ ان کے متعلق فیصلہ دینے کی مجاز نہیں ہے۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ خدارا دستور پاکستان کو منافقت سے پاک کرنے کے لئے جلد از جلد اس میں قرآن وسنت کی غیر مشروط بالادستی منوانے کے لئے ضروری ترمیم کی جائے۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ اسلام آباد پرائم منسٹر ہاؤس میں وزیر اعظم سے ہماری ملاقات میں میاں محمد نواز شریف نے راجہ ظفر الحق صاحب سے تو کہا تھا کہ "راجہ صاحب ترمیمی بل لانے کی تیاری کیجئے" لیکن ہنوز یہ بل نہ لایا جاسکا۔ حالانکہ صدر کے اسمبلی توڑنے کے اختیار اور فلور کراسنگ کے خاتمے کے لئے آئین میں نہایت "پھرتی" سے تیرھویں اور چودھویں ترامیم کردی گئی ہیں۔

ہمارا دوسرا مطالبہ حکومت سے یہ ہے کہ وہ شرعی عدالت میں اس کے فیصلے پر نظر ثانی کے لئے دائر کردہ درخواست واپس لے اور سپریم کورٹ میں اس نے سود کے خلافِ اسلام ہونے کے فیصلے کے خلاف جو اپیل دائر کر رکھی تھی اس کی سماعت کرائے اور فراڈ کا جو نیا سلسلہ شروع کیا ہے اسے بند کردے۔ دراصل مسئلہ یہ ہے کہ میاں محمد نواز شریف کے بعض حواری جو آئی ایم ایف کے پجاری ہیں، ان کی عاقبت خراب کرنے اور ملک کو تباہی کی طرف لے جانے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ جذباتی بات نہیں بلکہ اعداد و شمار کے جائزے سے صاف نظر آتا ہے کہ ملک تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے۔

سال ۹۷-۹۶ء میں ۱۹۹ بلین روپے صرف قرض اور سود کی ادائیگی پر خرچ ہو چکے ہیں۔ اس رقم میں ۲۶ بلین اصل قرض کی واپسی کے طور پر اور ۱۷۳ بلین بطور سود ادا کیا گیا ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اس خطیر رقم کا دو تہائی حصہ "اندر" کے حرام خوروں کو دیا گیا ہے۔ سال ۹۸-۹۷ کے لئے یہ خطرہ ظاہر کیا گیا ہے کہ قرض اور سود کی ادائیگی کی مد بڑھ کر ۲۴۸ بلین ہوجائے گی۔ چنانچہ اس کی ادائیگی کے لئے سود پر مزید قرض لینا پڑے گا۔ حالانکہ ہمارے ملک کا ٹوٹل ریونیو صرف ان دو مدات یعنی قرض اور سود کی ادائیگی اور دفاعی اخراجات کی مجموعی رقم کے مقابلے میں بھی ۵۶ بلین کم ہے۔ ان اعداد و شمار سے ملکی معیشت کی تباہی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اقتصادی تباہی سے بچنے کی واحد صورت یہی ہے کہ ملکی معیشت سے سود کو ختم کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے ابتدائی طور پر درج ذیل اقدامات کئے جانے لازمی ہیں :

☆ قرآن حکیم (المائدہ : ۱) کی رو سے بیرونی ممالک سے کئے گئے مالی معاہدات کی پابندی کی جائے۔

☆ یہ فیصلہ کیا جائے کہ آئندہ کسی بھی صورت میں سود پر مزید قرضے نہیں لئے جائیں گے۔

☆ اندرون ملک فوری طور پر سود کی ادائیگی بند کی جائے۔ اس اقدام سے ڈیڑھ سو بلین روپے بچیں گے۔ اس رقم کا بڑا حصہ بیرونی ممالک کا سود ادا کرنے کے لئے مختص کیا جاسکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے لوگوں کو سود کی شناعت اور برائی سے آگاہ کیا جائے اور ان کی ذہنی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

☆ کسی ہنگامی صورت یا مستقبل کے اندیشوں کے لئے اللہ پر توکل کیجئے۔ اللہ کی مدد کا یقین رکھئے کہ وہ خود فرماتا ہے : "ان تنصروا اللہ ینصرکم"۔ ہمیں یقین ہے کہ بعض مسلم ممالک مثلاً لیبیا اور برونائی وغیرہ کسی ہنگامی صورت میں ہماری ضرور مدد کریں گے۔ اللہ ہمارے لئے راستے کھولے گا۔ کیا عجب کہ یہ ممالک ہمیں بلا سود قرض دینے کی پیشکش کریں۔

اس ضمن میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ حکومت یہ تاثر دینا چاہتی ہے کہ سودی نظام کا متبادل نظام موجود ہی نہیں ہے اور ہمیں بالکل نئے سرے سے اس کا اسلامی متبادل وضع کرنا ہے۔ یہ بات خلاف حقیقت ہے۔ گزشتہ پچیس تیس سالوں میں اسلامی بینکنگ پر بہت قابل قدر کام ہو چکا ہے۔ بہت سے تحقیقی اداروں نے انتہائی محنت کرکے یہ کام کرلیا ہے۔ خود حکومتی ادارے اسلامی نظریاتی کونسل نے غیر سودی معیشت کے قیام کے لئے ماضی میں ایک جامع رپورٹ حکومت کو پیش کی ہے۔ اس کے علاوہ ۱۹۸۰ء میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے ایک سرکلر جاری کیا تھا جس میں بارہ ایسی صورتوں کا ذکر کیا گیا تھا جو اسلامی ہیں (اگرچہ بعد میں ان میں سے دو کو غیر اسلامی قرار دے دیا گیا) ان میں بینک سرمایہ کاری کرسکتے ہیں۔ یہ وضاحت اس لئے ضروری تھی کہ جب ہم سود کے خاتمے کا مطالبہ کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ ہم بینکنگ سسٹم کو بالکل ختم کردینا چاہتے ہیں۔

دستور پاکستان میں قرآن وسنت کی غیر مشروط بالادستی منوانے اور معیشت سے سود کی لعنت کے خاتمے کے لئے ہم تکمیل دستور خلافت کی تحریک چلارہے ہیں۔ ہمارے مسلمان بھائیوں نے تعاون علی البر کے جذبہ کے تحت اس مہم میں ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ان مطالبات پر مشتمل لاکھوں پوسٹ کارڈ حکومت کو ارسال کئے ہیں، ٹیلی گرام بھیجے ہیں۔ اور ہماری یہ تحریک ابھی جاری ہے۔ ہم یہ کام کسی پر احسان کے طور پر نہیں کررہے بلکہ خالصتاً لوجہ اللہ کررہے ہیں۔ ہم اسی مالک سے اس کی جزا کے طلب گار ہیں۔ اہل پاکستان سے ہماری گزارش ہے کہ ہماری اس تحریک تکمیل دستور خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ یہ آپ کا دینی فریضہ ہے اور وقت کا تقاضا بھی!

خارجی حالات کے حوالے سے افغانستان پر نگاہ ڈالی جائے تو نظر آتا ہے کہ نہایت مثبت تبدیلی آئی ہے۔ طالبان حکومت نے تمام لوگوں کے لئے عام معافی کا اعلان کیا ہے۔ ان کے اس اقدام سے طالبان حکومت کے بارے میں دو باتیں واضح ہوئی ہیں :

اولاً ان کے اس اعلان سے اسوۂ رسول کریم ﷺ کی پیروی کا نقشہ سامنے آیا ہے۔ فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا :

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

> "اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے آئین میں تیرھویں اور چودھویں ترامیم کرلی گئیں لیکن قرآن وسنت کی بالادستی کی ترمیم حکومت کے گلے میں کانٹے کی طرح اٹک کر رہ گئی ہے"

بے نظیر "کھیڈاں گے نہ کھیڈن دیاں گے" کے مصداق موجودہ سیاسی نظام کی بساط ہی لپیٹ دینے کے درپے ہوگئی ہیں

نواز شریف! بے نظیر کی کوتاہیوں اور غلطیوں سے سبق سیکھتے ہوئے "نادیدہ قوتوں" کے ہاتھوں میں کھلونا نہ بنیں

بے نظیر کا اپنے شوہر کی شکل میں ایک بدعنوان شخص کو سیاہ و سفید کا مالک بنانا ملک و قوم سے غداری کے مترادف تھا

مرزا ایوب بیگ' لاہور

پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن اور سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے تجویز دی ہے کہ ملک میں سیاست دانوں' فوجی جرنیلوں اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کے اہم عہدہ داروں پر مشتمل قومی حکومت قائم کی جائے تاکہ جو قوتیں منتخب حکومتوں کے خلاف سازشیں کرتی ہیں انہیں حکومت کا حصہ بنا دیا جائے اس طرح ملک میں مستحکم حکومت قائم ہوسکے گی۔ اس تجویز نے سیاسی حلقوں میں ہلچل مچا دی ہے اکثر تجزیہ نگار اس تجویز کو احمقانہ قرار دے رہے ہیں بعض دانشور اسے بے نظیر بھٹو کے ذہنی انتشار اور خلفشار کا شاخسانہ قرار دے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ پیپلز پارٹی کے بعض لیڈروں نے بھی اس تجویز کو ناقابل عمل اور ملک کے لئے ضرر رساں قرار دیا ہے گویا شاید ہی کوئی آواز اس تجویز کی حمایت میں اٹھی ہو۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے زیراہتمام ایک سیمینار میں بھی جو اس تجویز کے حوالے سے منعقد کیا گیا تھا اس تجویز پر سخت تنقید ہوئی ۔ یہاں تک کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی پرجوش حمایتی عاصمہ جیلانی بھی اس تجویز کی حمایت نہ کرسکیں۔ ہماری رائے میں اس تجویز کی حمایت کرنا ممکن ہی نہیں۔ اب تک بے نظیر بھٹو کی اس تجویز پر جتنے تبصرے ہوئے ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ محترمہ چونکہ اپنے سیاسی مستقبل سے مکمل طور پر مایوس ہو چکی ہیں لہٰذا وہ "کھیڈاں گے نہ کھیڈن دیاں گے" کے مصداق موجودہ جمہوری سیاسی نظام کی بساط ہی لپیٹ دینے کے درپے ہوگئی ہیں۔

بے نظیر بھٹو اپنے والد کے پھانسی پانے کے بعد میدان سیاست میں داخل ہوئیں۔ بقول خود ان کے وہ عملی سیاست میں حصہ لینے کی خواہش مند نہیں تھیں لیکن وقت کے جبر نے انہیں میدان سیاست میں دھکیل دیا۔ بے نظیر نے اپنی نوجوانی کے دور میں مارشل لاء کے جبر کا جس طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا اس کو دوستوں ہی نے نہیں دشمنوں نے بھی سراہا۔ ۱۰/ اپریل ۸۶ء کو جب وہ برطانیہ سے پاکستان آئیں تو لاہوریوں نے ان کا فقید المثال استقبال کیا۔ وہ شہر شہر اور قریہ قریہ گھومی تھیں۔ ضیاء الحق اور اس کے زیر سایہ غیر جماعتی انتخابات کے نتیجے میں قائم ہونے والی حکومت کو للکارا۔ جونیجو حکومت مسلسل اس خاتون سے لرزہ براندم رہی اور آخر اپنے "خالق مجازی" ضیاء الحق کے ہاتھوں انجام کو پہنچ گئی۔ بے نظیر بھٹو ایک طرف بحالی جمہوریت کی خاطر صعوبتیں جھیل کر اپنے آپ کو جمہوریت کی چیمپئن ثابت کر چکی تھی اور دوسری طرف سندھ کی علاقائی جماعتوں اور علیحدگی پسند عناصر کا چیلنج قبول کر کے وفاق کی علامت بن چکی تھی' جس پر جی ایم سید وغیرہ اسے سندھ کی غدار قرار دے چکے تھے۔ یوں وہ خود کو ذہین اور مضبوط اعصاب کی مالک اپوزیشن لیڈر ثابت کر چکی تھیں۔ اسے وہ عوامی تائید تو ورثے میں حاصل تھی جو بھٹو نے اپنی انتھک محنت اور عوامی نعروں سے حاصل کی تھی لیکن وہ خود بھی جمہوریت کی مجاہدہ' ایک روشن خیال پڑھی لکھی اور فرفر انگریزی بولنے والی لیڈر کی حیثیت سے مزید عوامی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہوچکی تھی۔

۱۹۸۸ء کے انتخابات میں بے نظیر کی کامیابی گو توقع کے عین مطابق نہیں تھی لیکن وہ وزیراعظم بننے میں کامیاب ہوگئی۔ مسند اقتدار پر براجمان ہونے کے بعد بے نظیر کی شخصیت کا دوسرا رخ سامنے آنا شروع ہوا۔ اس کے اقتدار کے دونوں ادوار کو سامنے رکھا جائے تو کسی غیر جانبدار مبصر کے لئے یہ فیصلہ کرنا قطعاً مشکل نہ ہوگا کہ وہ ایک نااہل اور ناکام حکمران تھی۔ وہ منتقم مزاج' جلد مشتعل ہوجانے والی' سخت بلکہ بدگفتار' ماتحتوں کی عزت نفس مجروح کرنے والی اور ایک بری منتظمہ تھی۔ ایک مشرقی عورت کی حیثیت سے خاوند کا عزت و احترام اپنی جگہ لیکن ایک بدعنوان شخص کو سیاہ و سفید کا مالک بنا کر حکومتی خزانے پر منہ مارنے کے لئے کھلا چھوڑ دینا ملک و قوم سے غداری کے مترادف تھا۔ بے نظیر درحقیقت مذکورہ بالا تجویز دے کر اپنی کوتاہیوں اور نااہلی کی پردہ پوشی کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔ بلاشبہ یہ درست ہے کہ ہمارے ہاں مارشل لاؤں کی وجہ سے بعض اداروں کو اقتدار کی چاٹ لگ گئی ہے۔ لہٰذا وہ براہ راست اور ظاہراً اقتدار میں نہ بھی ہوں تو وہ بادشاہ گر اور حکمرانوں کے حکمران بننے کی خواہش میں اپنی قوت کا غلط استعمال کرتے رہتے ہیں۔ ضیاء الحق کی موت کے بعد یہ قوتیں مکمل طور پر انتقال اقتدار کے لئے خود کو آمادہ نہیں کرسکیں۔ خفیہ ایجنسیاں اپنا اصل کام کرنے کی بجائے حکومتی اکھاڑ پچھاڑ میں مصروف رہتی ہیں۔ ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں آئی جے آئی کا قیام آئی ایس آئی کی سرتوڑ کوششوں کا نتیجہ تھا۔ یہاں تک کہ سیاست دانوں میں کثیر رقوم حلوائی کی دکان پر نانا جی کی فاتحہ کے انداز میں تقسیم ہوئیں۔ فوج کے سابق سربراہ مرزا اسلم بیگ ۱۴ کروڑ روپیہ سیاستدانوں میں تقسیم کرنے کا اعتراف کر چکے ہیں۔ پھر یہ کہ بیوروکریسی حکومتی مشینری پر اس طور سے قابض ہو چکی ہے کہ سیاسی حکومت اس چٹان سے سر پھوڑ کر رہ جاتی ہے۔ اس کا تجربہ تو میاں نواز شریف کی موجودہ حکومت کو بھی ہو چکا ہے۔ انہوں نے بڑے فخریہ انداز سے بیوروکریسی کا احتساب شروع کیا تھا۔ بدعنوان افسروں کی ایک فہرست یہ کہہ کر شائع کی گئی کہ تمام کرپٹ افسروں کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور یہ پہلی قسط ہے۔ لیکن بیوروکریسی نے ایسے ہتھکنڈے استعمال کئے کہ میاں صاحب کو اپنی کرسی کی عافیت اسی میں محسوس ہوئی کہ آئندہ کم از کم اجتماعی طور پر افسران کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں لہٰذا "شریف" حکومت نے افسروں کی بدعنوانیوں کا ذکر کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح کے بہت سے اور عوامل ہیں جن کی بنا پر پاکستان کی منتخب حکومتیں بے بس اور مجبور پاتی ہیں وہ محسوس کرتی ہیں کہ ان کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ برائی یا بیماری کی شدت دیکھ کر اس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے جائیں' اس کو قانونی حیثیت دینے کی باتیں شروع کردی جائیں۔ اگر بے نظیر دیانت

داری سے یہ سمجھتی ہے کہ اس کی ناکامی کی اصل ذمہ دار یہ ایجنسیاں اور نادیدہ قوتیں ہیں تو بے نظیر کا قومی اور ملی فریضہ تھا کہ جس طرح ایک وقت میں مارشل لاء کے جبر کے خلاف عوامی حقوق کی بحالی کے لئے سر توڑ جدوجہد کی اور بلاشبہ کامیابی بھی حاصل کی' اسی طرح اپنے تئیں یا موجودہ حکومت کے ساتھ مل کر ان خفیہ قوتوں کے خلاف جہاد کرتی تاکہ ملک میں اقتدار اور قوت کی دوئی ختم ہو جاتی اور منتخب حکومت کے لئے یکسو ہو کر ملکی ترقی اور خوشحالی کے لئے کام کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔ میاں نواز شریف نے یہ کہہ کر نہلے پہ دہلا مارا ہے کہ بے نظیر کی اس تجویز میں نئی بات کونسی ہے جسے ایک انگریزی روزنامے نے بڑی خوبصورتی سے کارٹون کی زبان میں ڈھالا ہے۔ کارٹون میں دکھایا گیا ہے کہ بے نظیر پلے کارڈ کے ذریعے مطالبہ کر رہی ہے کہ سیاست دانوں' فوجیوں اور خفیہ ایجنسیوں کی قومی حکومت بنائی جائے اور میاں نواز شریف کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ وہ باوردی جرنیلوں اور خفیہ ایجنسی کے اہلکار کے درمیان سینڈوچ بنے کہہ رہے ہیں کہ اس میں نئی بات کونسی ہے؟۔ بالفاظ دیگر پہلے بھی تو ہم صاحب اقتدار نہیں شریک اقتدار ہیں۔ بے نظیر کو بھی چاہئے کہ انہوں نے جس جدوجہد میں جوانی کھپائی ہے اور جس منزل کے حصول کے لئے خاندانی سطح پر مالی ہی نہیں جانی قربانی بھی دی ہے اسے کھوئی نہ کریں۔ اس تجویز کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ ملک و قوم کے عظیم تر مفاد میں اور اپنی رہی سہی سیاسی ساکھ کو بچانے کے لئے اس تجویز سے فوری طور پر رجوع کریں۔ وہ میدان سیاست میں رہیں یا نہ رہیں پاکستان پیپلز پارٹی کی کامیابی کے بعد خود وزیر اعظم بنیں یا کسی اور کو بنائیں یہ بے نظیر کا ذاتی مسئلہ ہے لیکن ایسی مہلک تجویز دے کر "میرے بعد خانہ خراب" کا تاثر نہ دیں۔ یہ انداز فکر بیمار اور گھٹیا ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔

آخر میں میاں صاحب سے بھی یہ گزارش ہے کہ وہ بے نظیر بھٹو کی کوتاہیوں' غفلتوں اور غلطیوں سے تو عبرت حاصل کریں اور اس راستے پر چلنے سے گریز کریں جس نے بے نظیر کو اندھے کنوئیں کے دھانے پر پہنچا دیا ہے لیکن وقت کا تقاضا' حکمت اور مصلحت کے عنوانات قائم کر کے محض اپنے اقتدار کے بچاؤ کے لئے یا ذاتی انڈسٹریل سٹیٹ کے تحفظ کی خاطر نادیدہ قوتوں کے ہاتھوں میں کھلونا نہ بنیں۔

کیا ہمارے لیڈران کرام نے کبھی سوچا ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح مسلمانان برصغیر کے انتہائی ہر دلعزیز اور محبوب رہنما کیسے بن گئے حالانکہ قوم ان کی زبان نہیں سمجھتی تھی وہ قوم کی زبان سے کسی قدر نا آشنا تھے۔ قوم کی عظیم اکثریت مشرقی تہذیب کی دلدادہ تھی ان کے لباس' رہن سہن اور طرز زندگی پر مشرقیت یا علاقائیت کی چھاپ تھی۔ جبکہ قوم کے لیڈر کے لباس اور طرز زندگی میں مغرب کا انداز نمایاں تھا۔ قوم کا اپنے دین و مذہب یعنی اسلام کے ساتھ تعلق گو قابل رشک نہیں تھا لیکن آج کے مسلمان سے بہت بہتر تھا جبکہ قائد اعظم کے بارے میں یہ بات سب مانتے ہیں کہ ایک انتہائی با اصول' فرض شناس اور دیانت دار انسان ہونے کے باوجود عملی طور پر مذہب (باقی صفحہ ۱۵ پر)

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ نواز شریف کے اربوں روپے کے خفیہ اثاثوں کے دستاویزی ثبوت حاصل کر لئے ہیں (بے نظیر بھٹو)

O ...تو پھر اسی خوشی میں بے نظیر ہی کو کیوں نہ احتساب کمشنر مقرر کر دیا جائے!

☆ وکیلوں کے بارے میں "للو پنجو" کا لفظ استعمال کرنے پر سینٹ میں احتجاج (ایک خبر)

O صحافی "دو ٹکے کے" وکیل "للو پنجو" قومی سطح کے سیاسی قائدین کی بے لگام زبان کے "فن پارے"۔

☆ حکمرانوں نے عوام کو بے وقوف بنایا (مولانا فضل الرحمٰن)

O مولانا! اس بات کا انکشاف آپ پر کب اور کیسے ہوا؟

☆ جمہوریت کی موجودگی میں بے نظیر کی طرف سے قومی حکومت کا مطالبہ غیر آئینی ہے (یوسف رضا گیلانی)

O دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف' اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

☆ پاکستان کے ۹۹ فیصد لوگ (گویا پوری قوم) دو بیٹے اور دو بیٹیوں پر مشتمل گھرانے کو مثالی خاندان سمجھتے ہیں (محکمہ بہبود آبادی کی سروے رپورٹ)

O گویا جمہوری اصولوں کا تقاضا تو یہ ہے کہ اب محکمہ والوں کو "کم بچے خوشحال گھرانہ" کی بجائے "چار بچے مثالی خاندان" کا سلوگن اپنانا چاہئے!

☆ آصف زرداری نے اپنی بیٹی آصفہ کی وجہ سے مونچھیں صاف کرائی تھیں (حاکم علی زرداری)

O تو پھر اب آصف زرداری صاحب کی تازہ مونچھوں کا کیا جواز ہے جناب!

☆ بے نظیر اور نواز شریف دونوں ایک ہی ہیں (عمران خان)

O یعنی چھوٹی اور بڑی برائی کا فلسفہ آپ نے بھی رد کر دیا ہے!

☆ پیپلز پارٹی کے کونشن میں ہنگامہ آرائی' کرسیاں چل گئیں' جیالوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں (پیپلز پارٹی کے ڈویژنل کونشن کا آنکھوں دیکھا حال)

O "جیالا کلچر زندہ باد"

☆ اٹلی کے باشندے سب سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں (غیر ملکی جریدہ کی سروے رپورٹ)

O پاکستانی سیاستدانوں کے لئے لمحہ فکریہ!

☆ قاضی حسین احمد کو تحریک نہیں چلانا پڑے گی' اکتوبر تک مطلع صاف ہو جائے گا (حافظ حسین احمد)

O تو پھر گلشن کا کاروبار کیسے چلے گا؟

☆ پاکستانی سیاستدانوں کا کوئی دین ایمان نہیں (عمران خان)

O نہیں جناب! ہمارے سیاستدان تو ہر وقت "لاالہ الاالمعدہ والبطن" کا کلمہ پڑھتے رہتے ہیں

☆ لاہور پولیس نے خواتین کے ذریعے ہیروئن سعودی عرب سمگل کرنے والے گروہ کے سرغنہ کو رشوت لے کر چھوڑ دیا (ایک خبر)

O پولیس کا ہے فرض مدد آپ کی!

☆ نئے ممبران کی حیثیت وہ نہیں ہو گی جو جماعت کے پرانے رکن کو حاصل ہے۔ (قاضی حسین احمد)

O اسی لئے تو شاعر نے بہت پہلے سے کہہ رکھا ہے

نکل جاتی ہے جس کے منہ سے سچی بات مستی میں
فقیہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

ہمیں امت مسلمہ میں انتشار پیدا کرنے کی سامراجی سازشوں کو ناکام بنانا ہوگا ○ علی بے تقصیر

شیعہ سنی مفاہمت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد کی کوششیں تحسین اور مبارکباد کے لائق ہیں ○ شاکر نقوی

تحریک خلافت اہل تشیع اور اہل سنت میں بھڑکنے والی آگ کو ٹھنڈا کرنے کیلئے کوشاں ہے ○ جنرل انصاری

ایران میں اختیار کردہ فارمولا ہی پاکستان میں بھی شیعہ سنی مفاہمت کیلئے حقیقی بنیاد بن سکتا ہے ○ داعی تحریک

منافرت کے خاتمے کیلئے اہل بیتؓ اور صحابہ کرامؓ کی شان کے منافی لٹریچر ضبط کیا جائے ○ مولانا عبدالمالک

جماعت اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے پیش کردہ مفاہمتی فارمولے کی مکمل تائید کرتی ہے ○ مولانا اسلم سلیمی

تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت و اہمیت کے موضوع پر ۴جولائی کو قرآن آڈیٹوریم میں منعقدہ سیمینار کی روداد

مرتب کردہ : مرزا ندیم بیگ

ملک خداداد پاکستان کو جہاں لاتعداد مسائل کا سامنا ہے ان میں ایک اہم اور نازک ترین مسئلہ "شیعہ سنی منافرت" کا ہے۔ اس مسئلہ کی شدت وحدت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہو جس میں کوئی نہ کوئی مسلمان اس کی بھینٹ نہ چڑھتا ہو۔ اس مسئلہ کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی گزشتہ کئی سالوں سے اس کے عملی حل کے لئے کوشاں ہیں۔ وہ عملی حل یہ ہے کہ انقلاب کے بعد جو فارمولا ایران نے اختیار کیا وہی فارمولا پاکستان میں اہل تشیع کو قابل قبول ہونا چاہئے' یعنی "پاکستان میں بھی اکثریتی فقہ پر مشتمل پبلک لاء (Law of the Land) نافذ ہو اور اقلیتی فقہ کے ماننے والوں کو پرسنل لاء میں کھلی آزادی ہو"۔ شیعہ سنی مفاہمت کا واحد قابل عمل فارمولا یہی ہے۔ ایران میں چونکہ اہل تشیع کی اکثریت ہے لہٰذا وہاں پبلک لاء کے طور پر فقہ جعفریہ کا نفاذ ہے جبکہ پاکستان میں غالب اکثریت سنی مسلمانوں کی ہے لہٰذا یہاں پبلک لاء انہی کے مسلک کے مطابق ہونا چاہئے' اور اہل تشیع کو ان کے پرائیویٹ معاملات میں اپنے مسلک پر عمل کرنے کی پوری آزادی ہونی چاہئے۔ امیر تنظیم اسلامی کے نزدیک وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ سیکولرزم کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام مسالک کے مسلمان تعاون باہمی کی بنیاد پر جمع ہو جائیں اور دین حق کے نفاذ کے لئے مل جل کر زور لگائیں۔

تنظیم اسلامی کا یہ پختہ موقف ہے کہ جب تک شیعہ سنی منافرت کی موجودہ خلیج کو ختم نہیں کیا جاتا عالمی سطح پر غلبہ اسلام کا خواب "ہنوز دلی دور است" کے مصداق ہی رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے انفرادی ملاقات میں درخواست کی کہ اس منافرت کے

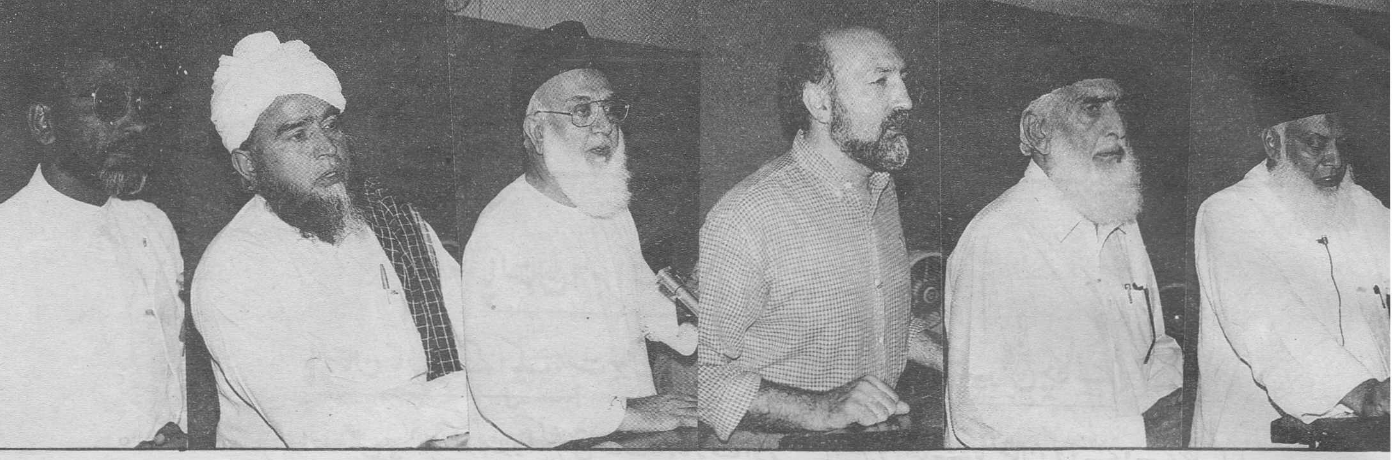

سیمینار کے مقررین : امیر تنظیم اسلامی' ڈاکٹر اسرار احمد' جنرل محمد حسین انصاری' خانہ فرہنگ ایران کے نمائندے جناب انجینئر مجید سوہانی' جماعت اسلامی کے اسلم سلیمی' جمعیت علمائے اسلام کے مولانا عبدالمالک اور سپاہ محمد کے سیکرٹری جنرل شاکر حسین نقوی

خاتمہ کے لئے مل جل کر کوشش کرنا وقت کا تقاضا ہے۔

اس ضمن میں ۴ جولائی بروز جمعتہ المبارک کو بعد نماز مغرب آٹھ بجے شام قرآن آڈیٹوریم گارڈن ٹاؤن لاہور میں ایک سیمینار "شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت واہمیت" کے موضوع پر منعقد ہوا جس کی صدارت امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد نے کی۔ سیمینار کا آغاز رب جلیل کے پاک کلام سے ہوا' تلاوت قاری مجیب الرحمٰن صاحب نے کی۔ اس کے بعد سٹیج سیکرٹری وناظم اعلیٰ تحریک خلافت عبدالرزاق صاحب نے تحریک خلافت کے نائب صدر اور بزرگ رہنما جنرل (ر) ایم ایچ انصاری کو خطاب کی دعوت دی۔ جنرل صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج ہم سے کوئی پوچھ سکتا ہے کہ آپ شیعہ سنی مفاہمت کی بات کیوں کرتے ہیں؟ جب کہ دوسرے مسالک بھی موجود ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں درحقیقت فرقے دو ہی ہیں ایک اہلسنّت اور دوسرے اہل تشیع۔ لہٰذا ہم ان دونوں فرقوں کی بنیاد پر بھڑکنے والی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس ضمن میں امیر تنظیم اسلامی وداعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد کی کوششیں قابل تحسین ہیں۔ باہمی منافرت اور فرقہ واریت نے ہمیں دنیا میں ذلیل ورسوا کر دیا ہے اور اسی وجہ سے ہم آج مغضوب علیھم قوم یہود کے ہاتھوں ذلیل ورسوا ہو رہے ہیں۔ انہوں نے شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت واہمیت کے لئے باہمی اختلافات کو کم کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

جنرل صاحب کے خطاب کے بعد جماعت اسلامی کے نائب امیر مولانا محمد اسلم سلیمی نے کہا کہ مسلمانان پاکستان نے تحریک پاکستان میں بھی متحد ہو کر جدوجہد کی نتیجتاً پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ قیام پاکستان کے بعد مطالبہ دستور اسلامی کے لئے متحد ہو کر جدوجہد کی تو قرارداد مقاصد منظور ہو گئی۔ اسی طرح تحریک ختم نبوت بھی باہمی اتفاق واتحاد کی وجہ سے کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ لہٰذا آج ملک میں نفاذ اسلام کے لئے تمام مکاتب فکر کو اکٹھا ہونا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے پیش کردہ شیعہ سنی مفاہمتی فارمولے کی مکمل تائید کرتا ہوں۔

سیمینار کی جھلکیاں

☆ دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے واقعات اور موضوع کی نزاکت وحساسیت کے باعث سیمینار کے لئے خصوصی حفاظتی انتظامات کئے گئے۔ شرکاء کو جامہ تلاشی کے بعد ہال میں داخلے کی اجازت دی جاتی۔

☆ قرآن آڈیٹوریم میں وقت مقررہ سے پہلے داخل ہونے والی اہم شخصیات میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد اور تحریک خلافت کے نائب صدر جنرل ریٹائرڈ محمد حسین انصاری تھے۔

☆ مقررہ وقت پر کوئی مہمان مقرر ہال میں موجود نہیں تھا۔ مہمان مقررین میں سب سے پہلے سپاہ محمد کے جنرل سیکرٹری سید شاکر حسین نقوی تشریف لائے۔

☆ سیمینار کے سٹیج سیکرٹری ناظم اعلیٰ تحریک خلافت جناب عبدالرزاق تھے۔

☆ گھٹنوں کی شدید تکلیف اور معالجوں کی طرف سے ممانعت کے باوجود امیر تنظیم اسلامی نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔

☆ خانہ فرہنگ ایران لاہور کے ڈائریکٹر محمد علی بے تقصیر بوجوہ تشریف نہ لا سکے۔ ان کا مقالہ ان کے نمائندے نے پڑھ کر سنایا۔

☆ قرآن آڈیٹوریم کے باہر حفاظت کی غرض سے پولیس کی بھاری نفری بھی موجود تھی۔

☆ اس سیمینار میں سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کوئی نمائندہ شریک نہیں ہوا۔

انہوں نے کہا کہ آج ہمارا دشمن امریکہ ہمیں ایک سمجھ رہا ہے یہی وجہ ہے کہ ایران اور سوڈان کی مذہبی حکومتوں کو وہ اسلامی حکومتیں سمجھ کر ان پر اقتصادی پابندیوں کے ذریعے گھیرا تنگ کر رہا ہے لہٰذا ہمیں بھی ایک ہو جانا چاہئے۔

خانہ فرہنگ ایران لاہور کے ڈائریکٹر جنرل آقائے علی بے تقصیر اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے پروگرام میں شریک نہ ہو سکے لیکن انہوں نے اپنا تحریر کردہ مقالہ بھیجا جو ان کے نمائندے کاظم سوہانی نے پڑھ کر سنایا۔ محمد علی بے تقصیر نے کہا کہ امام خمینی کا بھی یہ شدید احساس تھا کہ امت محمدؐ متحد ہو جائے چنانچہ امت مسلمہ کے اتحاد کے نتیجے میں ہی ہم سامراج طاقتوں کو شکست دے سکتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ امام خمینی نے کہا کہ جو شخص امت مسلمہ کے اندر انتشار پیدا کرتا ہے وہ دراصل نہ سنی ہے اور نہ شیعہ ہے۔ امام خمینی نے وحدت امت کے لئے چار اصول بیان کئے جو وہ یہ ہیں :

1) وحدت عقیدہ
2) وحدت عمل
3) وحدت رہبری
4) وحدت اہداف ومقاصد

محمد علی بے تقصیر نے کہا کہ فرقہ واریت کی آڑ میں دہشت گردی عالمی سامراجی منصوبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سامراجی ممالک نے اپنے ایجنٹ اور آلہ کار امت مسلمہ میں انتشار پیدا کرنے کے لئے چھوڑے ہوئے ہیں۔ ان سامراجی ہتھکنڈوں کو ناکام بنانے کے لئے ضروری ہے کہ وحدت امت کی فضا کو پیدا کیا جائے۔

سپاہ محمد کے جنرل سیکرٹری جناب سید شاکر حسین نقوی نے کہا کہ اگر اپنے جغرافیائی حالات دیکھے جائیں تو معلوم ہو گا کہ ہمارے دشمن ہمیں اپنے پڑوسی ممالک سے الگ کرنے کے لئے سازش کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم شیعان پاکستان ایران کی حمایت اس لئے نہیں کرتے کہ وہ شیعہ آبادی کا ملک ہے بلکہ ہم اس کی حمایت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کا قریب ترین ہمسایہ اور دوست ملک ہے۔ پاکستان میں سنی کو شیعہ سے لڑا کر ایران اور پاکستان کے تعلقات کو خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور عالمی سامراج کی یہ کوشش ہے کہ ایران کو تنہا کر کے ختم کیا جا سکے اور اس طرح پاکستان میں یہ عمل دہرایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

پاکستان اسرائیل کو ہرگز تسلیم نہ کرے

پاکستان تاریخ کے ایک بہت بڑے امتحان کے آخری سرے تک پہنچ چکا ہے

مسئلہ کشمیر کا واحد حل یہ ہے کہ ہندو اکثریتی علاقے بھارت اور مسلم اکثریتی علاقے پاکستان کو دے دیئے جائیں

انگوٹھا چھاپ ممبروں کے ذریعے اسلامی انقلاب نہیں آسکتا

تنظیم اسلامی انقلاب کی تیاری کر رہی ہے

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے روزنامہ "پاکستان" کا پینل انٹرویو

تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ ایک ایسی شخصیت کے مالک ہیں کہ وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں اس کی بازگشت پورے ملک میں سنائی دیتی ہے۔ ان کے بقول تنظیم اسلامی صرف اسلام کے نفاذ کے لئے کوششیں کر رہی ہے۔ گزشتہ دنوں پاکستان فورم میں ان سے جو گفتگو ہوئی وہ ذیل میں شائع کی جارہی ہے۔

سوال : تنظیم اسلامی کیا کر رہی ہے اور اب تک کیا کام کر چکی ہے؟

جواب : تنظیم اسلامی انقلاب کے لئے تیاریاں کر رہی ہے تاکہ لوگوں میں انقلاب کا شعور پیدا کیا جائے۔ یہ خالص اسلامی انقلابی تنظیم ہے جو صرف اسلام کے نفاذ کے لئے کوششیں کر رہی ہے۔ اسلام ہر صاحب ایمان سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اسلام کو نظام زندگی کی حیثیت سے اپنی زندگی میں تن من دھن لگا کر اس کی نفاذ کی جدوجہد کرے۔ میں گزشتہ 25 سال سے لوگوں تک یہ بات پہنچا رہا ہوں اور مسائل جمع کرنے کے لئے انجمن سے مدد لے رہے ہیں۔ پہلے میں یہ بتاتا چلوں کہ میں 66-1965ء میں ساہیوال (منٹگمری) سے لاہور منتقل ہوا۔ 1965ء میں میرے والد محترم کا انتقال ہوا تب میں نے اپنی انفرادی حیثیت میں دعوت اسلامی کی تحریک شروع کی۔ سات برس خالص ذاتی سطح سے کام شروع کیا۔ اس وقت نہ کوئی فنڈ تھا' نہ کوئی دفتر اور نہ ہی کوئی جماعت تھی۔ 1972ء میں انجمن خدام القرآن کا قیام عمل میں آیا۔ بعد میں ذیلی انجمنوں کا سلسلہ جاری رہا جو ملتان' کراچی' فیصل آباد اور اسلام آباد میں قائم ہوئیں۔ اکیڈمی کے سلسلہ میں کام جاری ہے۔ لاہور میں پہلا قدم یہ ہے کہ قرآن کالج قائم کیا جہاں آرٹس کے مضامین اور اضافی مضمون کے طور پر عربی پڑھائی جاری رہی ہے۔ جس پر انجمن خدام القرآن کام کر رہی ہے۔ بی اے تک عربی لازمی قرار دی گئی ہے۔ تنظیم اسلامی جس کا میں امیر ہوں 1975ء میں قائم ہوئی۔ اب اسے قائم ہوئے 22 برس ہو گئے ہیں۔ اس تحریک میں شامل رفقاء کی تعداد تین چار ہزار سے زیادہ نہیں تاہم اب اس کا ایک تعارف موجود ہے جب کہ اس سے قبل صرف میرا ذاتی تعارف تھا۔ اب اس جماعت کی ایک اپنی پہچان ہے۔ یہ تنظیم چار عناصر یعنی دعوت' تنظیم' تربیت اور صبر پر مشتمل ہے جو آنحضور ﷺ کی دعوت کے مکہ معظمہ میں جو اصول تھے انہیں اپنایا گیا ہے۔ میری اپنی رائے ہے کہ جب تک تعداد نہیں بڑھے گی کسی بھی سسٹم کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ صبر کا مرحلہ جاری رہے گا۔ میری ایک رائے یہ بھی ہے کہ جب تک ہر شخص اپنے گھر اور اپنے جسم پر شریعت نافذ نہیں کرے گا تب تک سسٹم کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لئے ہم تمام کوششیں بروئے کار لا رہے ہیں۔

سوال : آپ نے جماعت بنائی' آپ نے جو سوچا اس پر عمل کیا' میں جو دیکھ رہا ہوں انقلاب کے معاملہ ایک وہم بنا ہوا ہے وہ آ ہی نہیں رہا۔ اسلامی انقلاب کے لئے روح تڑپتی ہے' مگر عملی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ کیا لوگ اس پر کام کر رہے ہیں اور انقلاب کی کیا صورت ہوگی؟

جواب : میں سب کے بارے میں تو نہیں کہہ سکتا میں صرف اپنی طرف سے جوابدہ ہوں۔ میرے نزدیک سارا عمل احساس فرض کا ہے۔ ہر صاحب ایمان کا فرض ہے کہ وہ اسلام کے لئے تن من دھن سے کام کرے۔ آپ تمام انبیاء کی زندگیوں کو سامنے رکھیں انہوں نے اسلام کو عام کرنے کے لئے کام کیا۔ حضرت نوحؑ ایک طرف کھڑے ہوئے ہیں۔ ان کی ساڑھے نو سو برس کی دعوت کا نتیجہ بھی موجود ہے۔ دوسری طرف آنحضرت ﷺ ہیں جو بیس برس میں کامیاب رہے۔ بیس برس کے دو حصے کریں' پہلے دس سال میں بمشکل 150 افراد اکٹھے ہوئے۔ طائف سے واپسی پر آپؐ ایک مشرک کی امان لے کر مکہ میں داخل ہوئے۔ ہمارے لئے مسئلہ کامیابی یا ناکامی کا نہیں ہے اور میں ناکامی سے مایوس بھی نہیں ہوں شاید خدا تعالیٰ کوئی ایسا موڑ عطا فرما دے کہ اسلامی انقلاب عمل میں آسکے۔ میرا ایمان آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہے اور وہ سچے ہیں۔ انہوں نے حدیث میں صحیح کہا ہے کہ وہ نظام قائم ہو کر رہے گا یعنی اسلام کا نظام جو حضور اکرمؐ نے قائم کیا ہے۔ میرے خیال میں جذبہ کی شدت بڑھ رہی ہے چیچنیا میں بھی دیکھیں جذبہ ہی ہے حالانکہ وہ پوری طرح آزاد بھی نہیں ہوئے۔ ایران آپ کے سامنے ہے۔ اپ ڈاون تو آتے رہتے ہیں۔ اس میں تشویش کی کوئی بات نہیں ہے ان شاء اللہ تعالیٰ بالآخر اسلامی نظام ضرور قائم ہو کر رہے گا۔

سوال : امید آپ کے پاس ہے کیا آپ امید کرتے ہیں کہ آپ کامیابی حاصل کرلیں گے؟

جواب : میری امید یہ نہیں کہ یہ سب کچھ میری زندگی میں ہو جائے بلکہ میری امید تو یہ ہے کہ میں جو کچھ اسلامی نظام کے لئے کر رہا ہوں اپنا فرض پورا کر رہا ہوں۔ یہ سب کچھ چاہے میرے مرنے کے بعد ہو مگر مجھے یہ امید ہے کہ یہ ہوگا اور ضرور ہوگا۔

سوال : کیا اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا تصور اسلام میں موجود نہیں ہے جیسا کہ علامہ جاوید غامدی نے کہا ہے؟

جواب : جاوید غامدی کو میں مفکر اسلام تو کیا بلکہ کچھ بھی نہیں سمجھتا۔ میرا ایمان ہے کہ پوری دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو گا۔ اس بارے میں حدیث بھی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے زمین کے سارے مشرق دیکھ لئے، مغرب بھی دیکھ لئے، پوری دنیا میں اللہ کی حکومت قائم ہو کر رہے گی۔ قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا بول بالا ہو گا۔ قرآن پانچ بار کہتا ہے "اے محمدؐ! ہم نے تمہیں پوری نوع انسانی اور پوری دنیا کے لئے بھیجا" لہٰذا انور توحید کا اہتمام ابھی باقی ہے۔ اللہ کے دین کا غلبہ پوری دنیا پر ہو گا اور ضرور ہو گا۔

سوال : حکومت پنجاب نے لاؤڈ سپیکر پر اردو کے خطبہ پر پابندی لگا دی ہے اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب : لاؤڈ سپیکر پر پابندی اور اس کا بے جا استعمال درست نہیں ہے۔ ایک مسجد کے اوپر لاؤڈ سپیکر لگا ہوتا ہے جس کی آواز پورے محلہ میں گونجتی ہے اس پر پابندی تو بات معقول ہے لیکن اگر سرے سے اسے استعمال نہ کیا جائے تو یہ دین کے خلاف ہو گا۔ رہی خطبہ والی بات تو خطبہ دینے والے عربی پر حاوی نہیں ہیں ظاہر ہے خطبہ اردو میں ہی دیا جائے گا ویسے بھی عربی خطبہ سے وہ مقاصد حاصل نہیں کئے جا سکتے جو اردو خطبہ سے حاصل ہوتے ہیں لہٰذا اردو خطاب پر یہ پابندی غلط ہے۔

سوال : وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف سے گزشتہ دنوں آپ کی ملاقات ہوئی اس ملاقات میں کیا کچھ امید پیدا ہوئی؟

جواب : نواز شریف خاندان سے میرا اس سے پہلے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ دسمبر 95ء کی بات ہے میں عمرہ پر گیا ہوا تھا۔ حرم شریف میں وہیل چیئر پر تھا کہ وہاں ایک صاحب میرے پاس آئے اور پوچھا کیا بات ہے آپ وہیل چیئر پر ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ میرے گھٹنوں میں تکلیف ہے۔ انہوں نے شفا کی دعا دی اور کہا کہ آپ سے اب لاہور میں ملاقات ہو گی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو موصوف نے جواب دیا کہ میں میاں شریف ہوں۔ پھر ان سے ہوائی جہاز میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پھر کہا کہ آپ سے لاہور میں ملاقات ہو گی۔ اس کے بعد الیکشن 97ء ہوئے۔ الیکشن فروری کے بعد میں نے میاں شریف کو ایک کیسٹ بھیجی اور خط لکھا اگر آپ فرمائیں تو میں آجاؤں یا پھر آپ آجائیں۔ تیسرے دن فون آگیا کہ میاں صاحب آرہے ہیں پھر صبح 9 بجے میاں شریف اپنے تینوں بیٹوں سمیت آئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے پاس وزیر اعظم پاکستان نہیں آئے بلکہ میاں شریف کے بیٹے نواز شریف آئے ہیں۔ اس کے بعد میاں شریف علاج کے لئے ملک سے باہر چلے گئے جب وہ واپس وطن آئے تو تنظیم اسلامی کی طرف سے ان کی تندرستی کی دعا کے لئے اشتہار دیا گیا تو وہ پھر اپنے تینوں بیٹوں سمیت آگئے۔

وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف سے اسلام آباد وزیر اعظم ہاؤس میں ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں وزیر اعظم کے خاص افراد راجہ ظفر الحق، جنرل عبدالمجید ملک اور غوث علی شاہ بھی موجود تھے۔ میں نے وزیر اعظم سے کہا کہ آپ آئین میں شریعت سے متصادم شقوں کے خاتمے کے لئے ترمیمات کریں اور سود کے خاتمے کے بارے میں فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں حکومت کی طرف سے دائر کردہ اپیل واپس لے لیں۔ وزیر اعظم نے ملاقات کے دوران دو مرتبہ راجہ ظفر الحق سے کہا کہ آپ ان ترمیمات کے لئے فوراً بل تیار کریں۔

سود کے بارے میں دائر اپیل پر وزیر اعظم نے کہا تھا کہ یہ بات میرے ضمیر پر بوجھ ہے کیونکہ یہ اقدام میرے علم میں لائے بغیر کیا گیا تھا۔ اس ملاقات میں امید کی کرن پیدا ہوئی تھی لیکن بجٹ سے قبل کی وزیر اعظم کی حالیہ تقریر پر خاصی مایوسی ہوئی ہے

سوال : شادی بیاہ پر کھانے پر پابندی عائد ہے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب : دیکھیں ولیمہ سنت ہے اور سنت قائم رہنی چاہئے۔ ایک ڈش کی پابندی ضرور کروائیں۔

سوال : ملک بھر میں احتساب کا شور ہے آپ کے خیال میں جو احتساب ہو رہا ہے وہ درست ہے؟

جواب : احتساب کے معاملے میں بھی ان افراد میں شامل ہوں جو حکومت کے اس فیصلے پر ناخوش ہو کر تنقید کر رہے ہیں۔ اس اقدام سے احتساب کا عمل داغدار اور مشکوک ہو گیا ہے اور احتساب 1985ء کی بجائے 1990ء سے شروع کرنے پر مجھے بھی تشویش ہے۔ اسے 85ء سے ہی شروع ہونا چاہئے۔

سوال : ماضی میں جب بے نظیر دور میں راجیو گاندھی پاکستان آئے تو راجیو ملاقات میں بے نظیر بھٹو کا رویہ سامنے آنے پر خوب شور بپا ہوا تھا۔ اب موجودہ حکومت کی خارجہ پالیسی یہ ہے کہ بھارت کے ساتھ تعلقات بہتر بنائے جائیں جس پر تنقید بھی کی جا رہی ہے اور مخالفت بھی۔ آپ کا خیال کیا ہے؟

جواب : پاکستان اور بھارت کے درمیان دشمنی کی فضا ختم کرنے اور تعلقات کو بہتر بنانے کا میں شدت کے ساتھ حامی ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ پہلے نظریاتی تشخص کو مستحکم کیا جائے۔ پاک و ہند کی تقسیم دین کے نام پر ہوئی تھی۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ مذاکرات سے قبل پاکستان اپنے نظریاتی تشخص کو مستحکم کرے جو تنظیم اسلامی کی تجویز کردہ آئینی ترمیمات سے ہی ممکن ہے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان کھلی تجارت ہونی چاہئے، آمد و رفت کا معاملہ بھی ہونا چاہئے۔ میں اس کا حامی ہوں اور نواز شریف کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ہمیں محاذ آرائی سے کیا ملا؟ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ دستور کے ساتھ اسلام کا پرچم بلند کیا جائے پھر تو یہ صحیح ہے وگرنہ یہ خودکشی ہو گی۔

سوال : پاکستان اور بھارت کے درمیان وجہ تنازعہ کشمیر کا مسئلہ ہے۔ پاک بھارت تعلقات سے قبل کشمیر کا مسئلہ حل ہونا چاہئے آپ اس بارے میں کیا سوچتے ہیں؟

جواب : مسئلہ کشمیر پاکستان اور بھارت کو براہ راست مذاکرات کے ذریعے حل کرنا چاہئے۔ پاکستان اس سلسلہ میں اقوام متحدہ کے ذریعے کسی حل کا خیال ذہن سے نکال دے کیونکہ اس طرح پاکستان سے تمام شمالی علاقے اور کشمیر واپس لے لیا جائے گا اور یوں ایشیا کے دل میں ایک اور اسرائیل قائم ہو جائے گا۔ جہاں سے امریکہ بھارت، پاکستان، ایران اور نئی آزاد سابقہ روسی ریاستوں پر نظر رکھے گا۔ یوں خود مختار کشمیر منظر عام پر آئے گا۔ اس مسئلے کا بہترین حل یہ ہے کہ کشمیر کے ہندو اکثریت کے علاقے بھارت کے حوالے کر دیئے جائیں اور مسلم اکثریتی علاقے پاکستان کے حوالے کر دیئے جائیں۔ اس حل کے بغیر یہ مسئلہ کبھی حل نہ ہو گا اور کوئی فریق مکمل طور پر کشمیر سے دستبردار بھی نہیں ہو گا۔ اگر اس مسئلہ کو کسی اور طریقے سے حل کیا گیا تو یہ پاکستان کے لئے بڑا خوفناک ہو گا۔ امریکی پالیسی میں تقسیم ہند کا ایجنڈا اس کی تکمیل ہے۔ جیسے بنگال، آسام اور پنجاب تقسیم ہوا اسی طرح کشمیر بھی تقسیم ہو۔ اس حل کی طرف پیشرفت کے لئے اسلامائزیشن کرنا پڑے گی

سوال : آج کل اسرائیل کو تسلیم کرنے کا ایشو بھی چل رہا ہے۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب : میری رائے یہ ہے کہ چاہے پوری دنیا اسے تسلیم کرلے پاکستان اسرائیل کو ہرگز تسلیم نہ کرے۔ اس بارے میں احادیث بھی موجود ہیں اور ہمیں اسرائیل کو ہرگز تسلیم نہیں کرنا چاہئے۔

سوال : مولانا اجمل قادری اور مولانا عبدالقادر آزاد اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کر رہے ہیں؟

جواب : میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حق میں ہرگز نہیں ہوں۔ کرسچین دنیا کو یہ مسئلہ اٹھانا چاہئے کہ یہودی درست نہیں ہیں۔

سوال : افغانستان میں پہلے طالبان کی کامیابی کی خبریں آئیں۔ اب پسپائی کی خبریں آرہی ہیں، کیا طالبان کو تسلیم کرنا درست ہے؟

جواب : طالبان حکومت کو تسلیم کرنا درست فیصلہ ہے۔ میرے نزدیک طالبان نے دو شرائط پوری کر دی ہیں۔ ایک یہ کہ جن علاقوں پر وہ سال بھر سے زیادہ عرصہ سے

قابض ہیں وہاں ان کا قبضہ مستحکم ہے اور دوسرے جو علاقے ان کے زیر کنٹرول ہیں وہاں امن وامان ہے۔ میرے خیال میں پاکستان کو بہت پہلے طالبان کو تسلیم کر لینا چاہئے تھا۔ طالبان کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ انہوں نے وہاں کے لوگوں سے اسلحہ لے لیا' اس لئے وہاں امن وامان قائم ہو گیا کیونکہ وہاں کے لوگ خانہ جنگی سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ اس طرح امن کے نام پر انہوں نے اپنے ہتھیار دے دیئے۔ پسپائی شاید اس لئے ہوئی کہ وہاں اسلحہ جلد لے لیا گیا کیونکہ طالبان کے مخالفین کو روس کی حمایت حاصل ہے لیکن وہاں کوئی چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں نہیں ہو رہی ہیں بلکہ مکمل امن ہے۔ البتہ ایران کی طالبان کے بارے پالیسی مجھے پسند نہیں ہے بلکہ پاکستان' ایران اور افغانستان کو نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف اپنا ایک بلاک بنانا چاہئے۔ چونکہ شیعہ سنی مسئلہ ہے اس پر میں کوشش کر رہا ہوں کہ اس پر سمجھوتہ ہو جائے۔

سوال : کیا شیعہ سنی مسئلے کا کوئی حل ہے؟

جواب : ہاں فارمولا پر اگر اتفاق ہو جائے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ ایران کا سرکاری موقف ہے کہ ہر ملک میں انقلاب آئے تو وہاں کی اکثریتی آبادی کی فقہ کے مطابق آئے۔ وہاں یہ دستور بنا لیا گیا ہے جو صحیح فارمولا ہے۔ اس فارمولا پر میں بھی کام کر رہا ہوں۔ اگر یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا تو یہاں اسلام نافذ نہیں ہو سکتا بلکہ افغانستان میں بھی یہ مسئلہ شدت پیدا کر دے گا اس لئے کہ طالبان کٹر سنی ہیں۔

سوال : ملک بھر میں دہشت گردی کی لہر آئی ہوئی ہے اور وقتاً فوقتاً دہشت گردی کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں اس پر آپ کیا کہیں گے؟

جواب : یہ دہشت گردی "را" کی کارستانی ہے۔ وہ فرقوں کو آپس میں لڑانا چاہتا ہے تاکہ اس پر الزام نہ لگے۔

سوال : آپ نے پہلے دین کی بات کی کہ دین پر کام ہو رہا ہے کیا کوئی اور آدمی دین کا کام مثبت طور پر کر رہا ہے؟

جواب : میرے نزدیک بہت سے لوگ دین پر کام کر رہے ہیں' دین کا جو مذہبی تصور ہے' وضع قطع' رہن سہن اور شکل وصورت کی جو اہمیت ہے اس پر کام ہو رہا ہے۔ تبلیغی جماعت اس پر کام کر رہی ہے۔ جماعت اسلامی واحد جماعت ہے جو دین پر قائم ہوئی مگر بدقسمتی سے اس نے الیکشن کی طرف رجوع کر کے خود کو بہت پیچھے کر لیا ہے۔ حالانکہ وہ ایسا کر سکتی ہے کہ صرف اسلام پر کام کرے۔

سوال : جماعت اسلامی کو اب "جماعت عوامی" قاضی حسین احمد نے بنایا ہے' دھرنوں وغیرہ سے؟

جواب : مولانا مودودی نے انتخابی راستہ اختیار کیا تھا۔ قاضی حسین احمد نے مزید تیزی کے ساتھ اور تبدیلی کر دی ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے اس کے سوا کوئی تبدیلی کی ہے۔ اسلامی پارٹی کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے لیکن انہوں نے کبھی پاسبان اور کبھی شباب ملی بنائی۔ اگر قاضی صاحب جماعت کے اندر کوئی تبدیلی لاتے تو درست تھا۔ انگوٹھا چھاپ ممبروں سے کوئی مقصد حاصل نہ ہو گا۔

سوال : موجودہ حالات میں ملک کا سیاسی مستقبل کیا ہو گا؟

جواب : میں نجومی نہیں ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان تاریخ کے ایک بہت بڑے امتحان کے آخری سرے پر پہنچ گیا ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنایا گیا۔ کروڑوں لوگوں نے اس کے لئے سر کٹوایا مگر ہمارے ملک میں کوئی استحکام نہیں ہے۔ دستور کے اندر بھی بہت بڑی منافقت ہے۔ میرے خیال میں اللہ نے ہمیں یہ آخری موقع دیا ہے۔ قوم نے ایک بار پھر مسلم لیگ کو 1946ء والا مینڈیٹ دیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ موجودہ مسلم لیگ تحریک آزادی والی مسلم لیگ کی وارث ہے یا نہیں لیکن اب بھی اگر ہم ناکام ہوئے تو پھر 1971ء میں جو ایک کوڑا پڑا تھا شاید اب وہی دوبارہ پڑے۔ اگر اس آخری موقع پر بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی تو پھر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

سوال : کیا عورت کی حکمرانی کا اسلام میں کوئی تصور ہے۔ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب : شریعت کورٹ کے دائرے میں ہر شخص کو آنا چاہئے۔ اگر عورت کی حکمرانی جائز نہیں تو شریعت کورٹ فیصلہ کرے مگر حکومت نے شریعت کورٹ کو ہتھکڑیاں پہنا رکھی ہیں۔

سوال : فیملی پلاننگ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب : مانع حمل تدابیر حرام نہیں بلکہ مکروہ ہیں۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کے پیچھے جو فلسفہ کارفرما ہے وہ خالص مادی ہے۔ جس پر بات ہو سکتی ہے۔ عدل اجتماعی کا نظام نافذ ہو جائے تو تقسیم دولت کا نظام درست ہو جائے گا۔ یہ فلسفے کی بات ہے جو اسلام کی روح کے منافی ہے۔

سوال : وطن عزیز میں جاگیرداری اور سرمایہ داری کی کشمکش جاری ہے۔ مسلم لیگ اور پی پی پی میں یہ اختلافات موجود ہیں۔ جاگیرداری نے ملک کو تباہ کر دیا ہے۔ بھارت اگر اپنے ملک میں جاگیرداری نظام ختم کر سکتا ہے تو پھر ہم کیوں نہیں کر سکتے؟

جواب : جاگیرداری اور سرمایہ داری دونوں بہت بڑی لعنتیں ہیں۔ اس کا توڑ یہ ہے کہ سود کو حرام قرار دیا جائے کیونکہ سود سے ہی سرمایہ داری بنتی ہے۔ اس کی زرعی زمینیں کاشتکاروں میں تقسیم کی جائیں۔ صرف سرکاری نہیں بلکہ ساری زمینیں تقسیم کر دی جائیں اور ہر کاشتکار خود زمین کاشت کرے۔ زمین ریاست کی ملکیت ہے جاگیرداروں کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی فقہ کے بارے میں کتاب میں لکھا ہے کہ جس میں صاف کہہ دیا گیا ہے کہ یہاں عشر لاگو ہی نہیں ہوتا۔ جو علاقے بزور شمشیر فتح ہوئے وہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ 1924ء تک خلافت عثمانیہ کے خاتمہ تک یہی اصول رائج تھا کہ کوئی زمین کسی کی ملکیت نہیں تھی۔ اب مزارعوں کو بھی اس معاملے میں سند لینی پڑے گی کیونکہ زمین کی نوعیت قیامت تک نہ بدلے گی۔ پاکستان کی تمام زمینیں خراجی ہیں' عشری نہیں۔ اس لحاظ سے تمام زمینیں ریاست کی ملکیت ہیں۔ اگر اس اصول کو اپنا لیا جائے تو ملک سے جاگیرداری نظام کا از خود خاتمہ ہو جائے گا۔

وزیراعظم سے ایک غریب بیوہ کی اپیل

جناب عالی ہزاروں غریب ایسے ہیں جنہوں نے مکان بنانے کے لئے ۱۹۷۴ء یا اس کے بعد ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے ۲۰ ہزار لیا تھا جو غریب اپنی غریبی کی وجہ سے واپس نہیں کر سکے۔ ہاؤس بلڈنگ نے اس پر سود در سود لگا کر لاکھوں بنا دیا ہے ہم غریب اتنی بڑی رقم کہاں سے دیں۔ خدا رسول کے واسطے وزیراعظم صاحب ہاؤس بلڈنگ کے پرانے قرض داروں کا بھی سود معاف کرنے کا حکم فرمائیں اس سے ہزاروں لوگوں کو فائدہ ہو گا اور سب آپ کو دعائیں دیں گے۔ سود ختم کرنے کے سلسلے میں ہم غریب آپ سے بڑی امید رکھتے ہیں۔

ایک ماں' حنیف بی بی

A-30' ہاؤسنگ سوسائٹی' سانگھڑ (سندھ)

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل' دستور خلافت کی تکمیل

امیر محترم کا دورۂ حلقہ سرحد

گزشتہ مجلس شوریٰ کے اجلاس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد 29/ جون 97ء کو حلقہ سرحد میں ہونے والی علاقائی ریلی سے خطاب فرمائیں گے۔ چنانچہ حسب پروگرام امیر محترم 28/ جون 97ء کو پشاور پہنچ گئے۔ امیر محترم کے پشاور میں قیام کے دوران ڈاکٹر صافی صاحب کی وساطت سے سرحد کے کثیر الاشاعت روزنامہ مشرق نے امیر محترم سے پینل انٹرویو کیا۔ امیر حلقہ سرحد میجر (ر) فتح محمد، ذیلی ناظم حلقہ پشاور و مردان ڈاکٹر اقبال صافی اور ناظم بیت المال حلقہ سرحد اشفاق میر بھی اس موقع پر موجود تھے۔ امیر محترم نے مختلف سوالات کے جوابات دیتے ہوئے ملکی و غیر ملکی حالات و واقعات کے بارے میں تنظیم کے موقف کی وضاحت کی۔

اگلے روز علی الصبح بعد نماز فجر جلسہ گاہ سواڑی ضلع بونیر کے لئے روانگی ہوئی۔ امیر محترم امیر حلقہ سرحد کے ہمراہ ریسٹ ہاؤس پہنچ گئے۔ پشاور کے رفقاء "دوروزہ" پر 27/ جون کو سواڑی پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے علاقے میں بھرپور انداز میں دعوتی مہم کے ذریعے تنظیم اسلامی کی دعوت کو متعارف کرایا۔ اس ضمن میں مقامی رفقاء محمد ایاز، محمد صدیق اور میرزمان کی انتھک کوششوں کا تذکرہ نہ کرنا زیادتی ہوگی۔ انہوں نے سواڑی اور گردونواح میں 700 سے زائد اشتہارات لگائے، بینرز آویزاں کئے اور 600 سے زائد افراد کو ذاتی طور پر جلسہ میں شرکت کے دعوت نامے پہنچائے۔ جلسہ کا آغاز نو بجے صبح تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ ذیلی ناظم حلقہ مالاکنڈ ڈویژن مولانا غلام اللہ خان حقانی، پشاور کے امیر وارث خان اور معاون دعوت و توسیع مولانا حضرت گل پنج پیر نے پشتو میں خطاب کیا اور لوگوں کو خلافت کی برکات سے آگاہ کیا۔ رفقاء کی محنت سے امیر محترم کی کتب کا بھرپور سٹال بھی لگایا گیا جس میں لوگوں نے بے حد دلچسپی لی۔ امیر حلقہ نے امریکہ سے آئے ہوئے مہمان باسط بلال کا تعارف حاضرین سے کروایا۔ امیر محترم نے "احیائے خلافت کے ضمن میں مالاکنڈ کی خصوصی اہمیت" کے موضوع پر خطاب کیا۔ جلسہ میں 500 سے زائد احباب شریک تھے۔ امیر محترم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں خلافت کے خدوخال کی وضاحت کی۔ بعد ازاں خراسان کے علاقے کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ مالاکنڈ ڈویژن کا علاقہ بھی خراسان میں شامل ہے اور یہاں کے لوگوں کا جذبہ اور دین سے لگن دیکھ کر اس حدیث نبویؐ کی حقانیت پر مزید انشراح حاصل ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفی محمد صاحب نے نفاذ شریعت کی تحریک چلائی جس میں اسی اسی ہزار سے متجاوز حاضری کے جلسے دیکھنے میں آئے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ فکر کی کجی اور طریقہ کار کی غلطی کی وجہ سے یہ تحریک ناکامی سے دوچار ہو گئی۔ تاہم وہ دن دور نہیں جب یہی خطہ انقلاب نبویؐ کا نقطہ آغاز بن جائے گا۔ بعد ازاں سوال و جواب کی مختصر نشست ہوئی۔ امیر محترم نے اجتماعی طور پر ان افراد سے بیعت لی جنہوں نے خطاب کے بعد تنظیم اسلامی میں شمولیت کا ارادہ کر لیا تھا۔ الحمد للہ کہ 21 افراد تنظیم میں شامل ہوئے۔ سوال و جواب کے لئے بعد نماز عصر امیر محترم کی رہائش پر علیحدہ نشست کا اہتمام کیا گیا۔ علاقے کی اہم اور با اثر شخصیات نے اس نشست میں شرکت کی۔ تنظیم سے متعلق سوالات کر کے اپنے اپنے اشکالات رفع کئے اور تنظیمی فکر سے آگاہی حاصل کی۔

اگلے دن امیر محترم کی خواہش پر واپسی کے لئے بونیر کا وہ راستہ اختیار کیا گیا جہاں سید احمد شہید نے قیام فرمایا تھا۔ یہ پنج تار کا علاقہ ہے۔ امیر محترم نے کچھ دیر یہاں رک کر علاقے کا جائزہ لیا اور مختلف معلومات حاصل کیں۔ اس طرح یہ مختصر دورہ اختتام پذیر ہوا۔ جن رفقاء نے جلسے کی کامیابی کے لئے کوئی محنت کی ہے ان کا اجر یقیناً اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

مرتب : طارق خورشید

تنظیم اسلامی لاہور غربی کا دعوتی پروگرام

لاہور (پ ر) تنظیم اسلامی لاہور غربی کے زیر اہتمام گزشتہ دنوں ہفتہ وار دعوتی پروگرام فرقان گرلز ہائی سکول پیپلز کالونی فیروز والا میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام سے رفیق تنظیم مرزا ندیم بیگ نے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے ہمیں اپنے تمام معاملات زندگی کو اللہ تعالیٰ کی سپردگی میں دینا ہوگا۔ یہ معاملات زندگی اللہ کی کامل سپردگی میں تبھی آئیں گے جب ہم اپنے معاشرے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے عطا کردہ نظام خلافت کو قائم و نافذ کریں گے۔ دعوتی پروگرام کی صدارت نقیب اسرہ پیپلز کالونی ملک منیر احمد نے کی۔

نقیب اسرہ بی بیوڑ کی دعوتی سرگرمیاں

پہلے دعوتی اجتماع منعقدہ 2 جون میں راقم نے فرائض دینی کے موضوع پر خطاب کیا، 40 احباب نے اس دعوتی پروگرام میں شرکت کی۔ دوسرا دعوتی اجتماع 7 جون کو جامع مسجد زکریا میں منعقد ہوا جس میں متذکرہ بالا موضوع پر ہی خطاب کیا گیا۔ تیسرا دعوتی اجتماع جامع مسجد بی بیوڑ میں بعد نماز عصر منعقد ہوا۔ 13 جون کو جامع مسجد دارو ڈ میں بعد از نماز جمعہ خطاب کا موقع ملا اس روز بعد نماز عصر مقامی مسجد میں بھی خطاب کیا۔

جامع مسجد بجلوک میں بعد نماز عصر سورۃ العصر کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ 22 جون کو "نیکی کی حقیقت" کے موضوع پر مسجد بڑاہی میں خطاب ہوا۔ 24، 25 جون کو دیگر دو مساجد میں نظام خلافت اور تنظیم اسلامی کی دعوت کے موضوع پر خطابات ہوئے۔ ان دعوتی پروگراموں کے ذریعے مجموعی طور پر دو سو سے زائد احباب تک تنظیم اسلامی کی دعوت پہنچائی گئی۔

رپورٹ : ممتاز بخت

امیر محترم کا پانچ روزہ دورہ کوئٹہ

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ 21 جون کو باسط بلال کو شل کے ہمراہ شام چار بجے کوئٹہ تشریف لائے۔ اسی دن بعد نماز عصر باسط بلال کا روزنامہ باخبر کے ساتھ انٹرویو ہوا اور بعد نماز مغرب امیر محترم کا تفصیلی انٹرویو ہوا جو کہ تقریباً 2 گھنٹے جاری رہا۔ اخبار سے انٹرویو کا اہتمام راقم نے کیا تھا۔ (یہ انٹرویو ندائے خلافت کے گزشتہ شمارے میں شائع ہو چکا ہے)

22 جون کو تکمیل دستور خلافت کے ضمن میں ریلی منعقد ہوئی جس کی قیادت امیر محترم نے کی۔ ریلی کا آغاز 11 بجے ٹیکسی اسٹینڈ سے ہوا یہ ریلی مالی باغ جا کر ختم ہوئی۔ کوئٹہ کی تنظیم کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ مقامی احباب نے بھی ریلی میں شرکت کی۔ شرکاء کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد تھی۔ امیر محترم ریلی کی قیادت کے لئے ٹرک پر سوار تھے۔ باسط بلال اور امیر حلقہ سندھ و بلوچستان محمد نسیم الدین صاحب بھی امیر محترم کے ہمراہ تھے۔ جناب نسیم الدین صاحب اور برہان الدین احباب سے نعرے لگوا رہے تھے۔ ریلی کے اختتام پر امیر تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد نے مالی باغ کے مقام پر اختتامی خطاب کیا۔ پروفیسر نجیب اللہ نے پشتو زبان میں خطاب کیا۔ شام کو ڈاکٹر صاحب نے کوئٹہ کے احباب اور تنظیم کے رفقاء کے ساتھ کھانا کھایا۔

23 جون کو روزنامہ مشرق، جنگ، کوہستان اور باخبر نے ریلی کی نمایاں انداز سے کوریج کی۔ اسی دن روزنامہ مشرق نے ڈاکٹر صاحب کا انٹرویو لیا۔ دوپہر 11 بجے امیر محترم نے کوئٹہ بار کونسل سے خطاب کیا۔ اور سوالوں کے جواب دیئے۔ شام کو بعد نماز عصر روزنامہ کوہستان کو انٹرویو دیا۔ شام بعد نماز مغرب باسط بلال نے مقامی ہال میں لیکچر دیا۔

24 جون کو روزنامہ کوہستان نے ڈاکٹر صاحب کا انٹرویو مین

صفحہ پر شائع کیا جب کہ روزنامہ باخبر نے خصوصی اشاعت میں شائع کیا۔ امیر محترم نے 24 جون کو انجمن خدام القرآن کوئٹہ کے اجلاس کی صدارت کی جب کہ تنظیم کے رفقاء سے بعد نماز عصر خصوصی ملاقات کی۔ نماز مغرب کے بعد باسط بلال کوشل نے اپنا دوسرا لیکچر دیا۔ 25 جون کو ڈاکٹر صاحب نے ایرانی قونصلیٹ اور شیعہ علماء سے الگ الگ ملاقات کی۔ امیر محترم نے کوئٹہ کی تنظیم کے نوجوانوں کے ساتھ خصوصی ملاقات کی اور ان کی کاوشوں کو سراہا۔

رپورٹ : ملک تنویر اعجاز

مطالبہ تکمیل دستور خلافت کے ضمن میں لاہور شمالی کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی کی طرف سے گزشتہ چار ماہ سے جاری "مطالبہ تکمیل دستور خلافت مہم" کے سلسلے میں بالکل ابتدا سے یہ طے کیا گیا تھا کہ جملہ رفقاء اپنے اعزہ واقارب اور احباب سے ذاتی روابط کے ذریعے مطالباتی کارڈز پر دستخط حاصل کریں گے۔ مزید براں نقباء حضرات مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ اپنے علاقوں میں واقع مساجد کو ٹارگٹ بنا کر اجتماعات جمعہ کو مناسب حکمت عملی کے ساتھ پوسٹ کارڈز کی ترسیل کا موثر ذریعہ بنائیں گے۔ اس مہم کے دوران کل 33 مساجد تک رسائی حاصل کی گئی۔ دوران مہم جن معروف علماء سے ملاقات کا موقع میسر آیا ان میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی' مولانا سیف اللہ خالد' حافظ یوسف صلاح الدین اور پروفیسر حافظ محمد سابق قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں رفقاء انفرادی روابط کے ذریعہ پوسٹ کارڈز پر دستخط حاصل کرنے کی کاوشیں بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جن رفقاء کے ذریعے قابل ذکر پیش رفت ہوئی ان میں محمد غوری صدیقی' چودھری محمد اسحاق' مختار احمد خان' محمد مبشر' ڈاکٹر محمد ابراہیم' عبدالقائم اور اقبال حسین نمایاں ہیں۔ عامر احسان اور حافظ غلام مرتضٰی حسین کا تذکرہ ناگزیر ہے۔ ان کی کاوش تنظیم میں نووارد ہونے کے باوجود قابل تقلید ہے۔

رفقاء نے ذاتی روابط اور اجتماعات جمعہ کے ذریعے ساڑھے گیارہ ہزار کے لگ بھگ پوسٹ کارڈز وزیر اعظم کے نام ارسال کئے جا چکے ہیں۔ پوسٹ کارڈز کے علاوہ telegrams ارسال کرنے کے ضمن میں اسرہ مصطفیٰ آباد اور مغل پورہ نے کافی محنت کی ہے جب کہ انفرادی طور پر مختار احمد خان صاحب نے ابتک سوا سو کی تعداد میں telegrams وزیر اعظم کو ارسال کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اسرہ گڑھی شاہو میں نووارد رفیق حافظ غلام مرتضٰی حسین نے بارونق بازاروں میں تن تنہا موثر طور پر دکانداروں' راہگیروں اور گاہکوں سے رابطہ کر کے بڑی تعداد میں پوسٹ کارڈز fill کروائے اسے بطور نمونہ پیش کر کے باہمی مشاورت کے بعد دیگر نقباء کو ہدایت کی گئی کہ وہ بھی اس طرز پر رفقاء کو کام کے لئے آمادہ کریں۔

رپورٹ : طارق جاوید

مرکزی دفتر میں منعقدہ مبتدی تربیت گاہ میں شریک لاہور غربی فیروز والا کے رفیق منیر احمد کے تاثرات

احساس کی ترجماں ہو ایسی اک زباں ہو

کاغذ اور قلم کے توسط سے مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ میں کوئی ایسا تبصرہ ضبط تحریر میں لاؤں جس میں مضمون کی بناوٹ ملکی' سیاسی' معاشی' معاشرتی اور مذہبی حالات پر ایک تبصرہ و تحریر بن جائے۔ مگر اس سے معروف معنوں میں کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے ان موضوعات پر اپنی قلم کو تحریک دوں گا جو واقعتاً ہمارے دین کے بنیادی' اہم اور عظیم ترین تقاضے ہیں۔ جن کا شعور انسان کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ پختگی کو پہنچ جاتا ہے اور اپنے مالک اصلی و منعم حقیقی کی تلاش میں ہمہ وقت اور ہمہ تن مصروف عمل رہتا ہے۔ تنظیم اسلامی کے مرکزی دفتر میں' سات دنوں پر محیط مبتدی تربیت گاہ میں شرکت کرنے سے دین کے تقاضے' مذہب اور دین کی اصل حقیقت اور شناخت جس انداز میں لیکچرز کے دوران مجھ پر عیاں ہوئی وہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے جس کو اگر میں یوں کہوں کہ

"میرے احساس کی ترجمان' مجھے قرآن و سنت سے مزین وہ زبان مل گئی ہے' جس زبان کا اعلان' قرآن کا اعلان ہے جو کہ فی الحقیقت صاحب قرآن کا ہے جس کی علی وجہ الکمال ترجمان' اس کرۂ ارضی پر' محترم المقام امیر ڈاکٹر اسرار احمد کی قائم کردہ تنظیم اسلامی ہے"۔

میرے ناقص علم و فہم میں دین کے کل تین ہی تقاضے ہیں۔ اگر بنظر غائر تجزیہ کیا جائے تو ہمارا دین ان تینوں مطالبات کے گرد rotate کرتا ہے اگر کوئی اس کے علاوہ مطالبہ ہے تو وہ انہی مطالبات میں سے کسی ایک کا جزو ہے یا اس کی فرع۔ وہ تین مطالبات یہ ہیں :

(i) اشاعت
(ii) نظامت
(iii) اقامت

مندرجہ بالا عنوانات پر گفتگو کرنا فی الحال میرے پیش نظر نہیں۔ لیکن اگر ان کو Normal Touches سے واضح نہ کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ قاری کے قلب و ذہن میں' میرا فکر و نظر اپنی جگہ نہ لے سکے۔

ایسا ذہن جو فطرت سلیم پر قائم ہو' اس دنیا میں عقل و شعور کی پختگی اور بلوغت کی منازل پر پہنچ کر وہ اپنا مقصد حیات (Purpose of life) پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ یعنی وہ حق کا متلاشی ہو جاتا ہے جب حق کا اظہار اس پہ ہوتا ہے یعنی حق کے ترشح کے بعد وہ اس کو اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے مراحل سے گزارتا ہوا حق کے علمبردار کا companion بن جاتا ہے۔ جو بزبان قرآن مومن ہے اور اس کا یہ فعل ایمان ہے۔ اب دین اس سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ جس حق کو اس نے خود پہچانا' جس پر وہ خود ایمان لایا' جس کو اس نے خود سچا جانا —— اس کو وہ دوسروں تک حتی المقدور کوشش کر کے پہنچائے۔ اپنا بہتر اور بیشتر حصہ جو اس کو بھرپور توانائیوں کے ساتھ عطا کیا گیا ہے وہ اس کی تشہیر میں صرف کر دے۔ اس کا نام اشاعت ہے۔ مبتدی تربیت گاہ میں مجھے اس level پر کام کرتے ہوئے ہر شخص on duty نظر آیا۔

دین کا دوسرا تقاضا "نظامت" ہے جس کے لئے ہم مروجہ اصطلاح "جہاد" استعمال کرتے ہیں۔ اشاعت اور نظامت کا چولی دامن کا ساتھ ہے جس کی اشاعت ہو' اس کی مکمل تصویر خود اشاعت کرنے والے کا وجود ہو۔ جس کو میں نے اپنی تربیت گاہ میں "فرد کی اصلاح" سے جانا ہے۔ اور جہاد کا بھی یہی تقاضا ہے۔ کیونکہ سب سے بڑا جہاد "جہاد بالنفس" ہے جس کو یہ نصیب ہو جائے وہ اپنے مالک حقیقی کو indentify کرنے میں ایک لمحہ کے لئے بھی غفلت سے کام نہیں لیتا۔ جس وجود میں جہاد نہیں وہ وجود اشاعت کے میدان میں ناکام رہتا ہے۔ اور جس دین میں جہاد نہیں' وہ کتنا ہی پھیلا ہوا کیوں نہ ہو وہ فی الحقیقت نظر نہیں آتا۔ جس طرح اونٹ کوہان سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح دین جہاد سے پہچانا جاتا ہے۔ ان باتوں کا شعور اپنے مکمل اور مدلل معنی میں اگر مجھے حاصل ہوا ہے تو تنظیم اسلامی کی تربیت گاہ میں حاصل ہوا۔

دین کا تیسرا تقاضا "اقامت" ہے جس طرح اشاعت اور نظامت کا شیر و شکر کا ساتھ ہے اسی طرح نظامت اور اقامت کا ساتھ ہے۔ دین کا اصل ہدف (target) اقامت ہے۔ اس لئے کہ دین اپنی اقامت چاہتا ہے۔ اسلام میں سے آج ہم نے بدقسمتی سے حصہ مذہب کو تو اپنا لیا ہے جبکہ اس کے دوسرے پہلو دین کو بالکل نظرانداز کر دیا ہے۔ اگر کسی جماعت میں اس کو عملی زندگی میں اور اپنے نصب العین میں جگہ دی ہے تو اس کی اقامت کا ذریعہ خود ساختہ نظام کی بقاء میں سمجھا ہے۔ اسلام درحقیقت مکمل ضابطہ حیات ہے جو کہ زندگی کے جملہ پہلوؤں سے بحث کرتا ہے اور ان میں اپنا نفاذ چاہتا ہے۔ یہ نفاذ کیسے ہو گا؟ اس کی عملی تدابیر کیا ہیں؟ اس کے لئے توانائیوں کا اصل مصرف کیا ہے؟ یہ ہیں وہ تمام باتیں جو اپنی مکمل اہمیت اور ضرورت کے ساتھ اگر فکر و نظر میں سمائی ہیں تو یہ تنظیم اسلامی کی تربیت گاہ کے منتظمین کا کمال ہے۔

تنظیم اسلامی واقعتاً وہ واحد جماعت ہے جو نہ تو ایک مذہبی فرقہ ہے اور نہ ہی معروف معنوں میں سیاسی جماعت بلکہ ایک اسلامی انقلابی جماعت ہے۔ میرا احساس یہ ہے کہ وہ انسان انتہائی خوش قسمت ہے جس کو امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی قیادت میں' اس تنظیم میں شمولیت کا

موقع ملا ہے۔ اگر دین کے تقاضوں کو سامنے رکھا جائے اور یہ سمجھا جائے کہ ان کی اہمیت' افادیت اور اقامت لازمی ہے تو یہ بھی ایک مسلمان پہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اس تنظیم میں شامل ہو جس کے target وہی ہوں جو عرب کی دھرتی پہ' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر واضح کئے تو تنظیم اسلامی کا نام سرفہرست آتا ہے۔ یہاں پر یہ بات واضح رہے کہ یہ محض play of words نہیں بلکہ ایک حقیقت واقعہ کا اعتراف اور اعلان ہے۔

"شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات"

کے مصداق لازم ہے کہ ان دینی فرائض کی طرف توجہ کی جائے کیونکہ

نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

یہ وہ احساس تھا جسے میں نے مختصراً ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی اور یہ محسوس کیا کہ یہ صرف اسی زبان کے ذریعے سے پیدا ہوا جس کو سننے کا موقع تربیت گاہ میں ملا۔ وہ زبان اللہ کے فضل و کرم سے جس انداز میں تنظیم اسلامی کا مقدر بنی ہے' میرے مشاہدہ اور علم و فہم میں' آج کے اس دور میں اپنی مثال آپ ہے۔

آیئے' دامے' درمے' قدمے' سخنے' تنظیم اسلامی کے ساتھی بن کر اور اس کے پیش نظر نبوی مشن کی تکمیل میں اس کے دست و بازو بنیں تاکہ مطالبات دین میں اپنا فعال کردار ادا کرنے کے بعد دنیا و آخرت کی نعمتوں سے اپنے دامن کو بھرلیں۔ یہ نہ ہو کہ وہ بات سچ ثابت ہو جائے کہ

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کف دست ساقی چھلک پڑا
رہی دل کی دل میں حسرتیں کہ نشان قضا نے مٹا دیا

O

بقیہ : شیعہ سنی مفاہمت

ماضی کی طرح آج بھی نفاذ اسلام کے لئے پاکستان میں شیعہ برادری اہل سنت کے شانہ بشانہ ہوگی اور نفاذ اسلام کے لئے سپاہ محمد ہراول دستہ ثابت ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کوشش قابل تحسین اور مبارکباد کے لائق ہے۔

جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا عبدالمالک نے کہا کہ ہمیں اس فارمولے سے مکمل اتفاق ہے کہ پاکستان میں اکثریت کی فقہ پر مشتمل پبلک لاء ہو اور دیگر مسالک کو اپنے پرسنل قوانین کی پیروی میں مکمل آزادی حاصل ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایران کے انقلاب پر ہمیں باوجود اختلاف کے خوشی ہوئی اور خوشی کی وجہ یہ تھی کہ وہاں مذہب کی بنیاد پر حکومت قائم ہوئی تھی' جو امریکہ کے لئے ناپسندیدہ چیز ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہمیں اپنے اصل دشمن کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ وہ کون سی قوت ہے جو ان اختلاف کو ہوا دے رہی ہے' ہماری معلومات یہ ہیں کہ یہ قتل و غارت نہ شیعہ کر رہے ہیں نہ سنی کر رہے ہیں بلکہ یہ غیر ملکی ایجنسیاں کر رہی ہیں اور جنہیں حکومت جانتی ہے۔ اس منافرت کا حل یہ ہے کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان کے منافی لٹریچر کو ضبط کیا جائے۔

سیمینار کے آخر میں صدر مجلس امیر تنظیم اسلامی وداعی تحریک خلافت پاکستان جناب ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے کہا کہ میں گزشتہ کئی سال سے کوشاں ہوں کہ ایران میں اختیار کردہ فارمولا کے ذریعے شیعہ سنی مفاہمت کی فضا پیدا کی جائے۔ اسی مقصد کے لئے میں نے علامہ ساجد نقوی صاحب سے ملاقات کی۔ ڈیڑھ سال قبل ایرانی علماء کا ایک سرکاری وفد آیت اللہ واعظ زادہ خراسانی کی قیادت میں مجھ سے ملنے آیا۔ میں نے شیعہ سنی مفاہمت کے اس فارمولے کو ان کے سامنے پیش کیا جس کی انہوں نے بھرپور طریقے سے تائید کی اور بتایا کہ ایرانی انقلاب کے قائد جناب خمینی کا موقف بھی یہی تھا اور بعینہٖ یہی پالیسی ایرانی حکومت کی جانب سے ایران میں نافذالعمل ہے پھر انہوں نے اسی آڈیٹوریم میں اس موقف کی بھرپور تائید میں تقریر بھی کی۔ پھر اس دوران خانہ فرہنگ ایران کے ڈائریکٹر جنرل محمد علی بے تقصیر جب مجھ سے ملاقات کے لئے آئے تو میں نے اپنا موقف ان کے سامنے پیش کیا اور انہیں اس پر غور و فکر کی دعوت دی تو انہوں نے بھی اس کی پرزور تائید کی بلکہ یہ تجویز بھی دی کہ آپ اس موضوع پر ایک سیمینار کا اہتمام کریں' ہم آپ کے موقف کی حمایت کریں گے۔ پھر اسی فارمولے کے حوالے سے ہماری ملاقات سپاہ محمد کی سپریم کونسل کے چیئرمین میجر (ر) اشرف علی سے ہوئی۔ انہوں نے بھی اس کی بھرپور تائید کی۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ اگر ہم نے سنجیدگی کے ساتھ اس جانب پیش رفت نہ کی تو پاکستان نہ جانے کتنے حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ اس ملک کی بقا اسلام کے ذریعے ممکن ہے لہٰذا اسلام کے نفاذ کے لئے شیعہ سنی مفاہمت ناگزیر ہے۔ انہوں نے ایران اور سعودی عرب تعلقات کو خوش آئند اقدام قرار دیا اور کہا کہ پاکستان کو بھارت اور عالم اسلام کو یہود و ہنود کی کھلی جارحیت کے خطرات کا سامنا ہے۔ ان کے مقابلے کے لئے ضروری ہے شیعہ شیعہ رہتے ہوئے اور سنی سنی رہتے ہوئے باہمی مفاہمت کے ذریعے غلبہ دین کے بلند تر نصب العین کے لئے مشترکہ طور پر جدوجہد کریں۔

بقیہ : تجزیہ

سے ان کا تعلق نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور ان کی مذہبی معلومات عام مسلمانوں سے بھی کم تھیں۔ عوام اور قائد میں اتنے فرق و تفاوت کے باوجود قائداعظم مسلمانوں کی آنکھ کا تارا تھے اور قوم ان کے اشارۂ ابرو پر کٹ مرنے پر تیار ہو جاتی تھی۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ تھی کہ قوم کو اپنے قائد کے خلوص دیانت اور نیک نیتی پر مکمل اعتماد تھا۔ جو حکومت بھی اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات سے اوپر اٹھ کر بلکہ ان کو نظرانداز کر کے صرف عوام کی بھلائی اور ملکی ترقی اور خوشحالی کے لئے خود کو وقف کر دے گی' غیر جمہوری اور غیر قانونی انداز میں اثر انداز ہونے والی قوتوں کے خلاف عوام کو اعتماد میں لے گی تو وہ بالاخر ان قوتوں کو زیر کر کے ان کو ان کے اصل کام پر لگا سکے گی۔ لہٰذا بے نظیر صاحبہ اگر اپنے سیاسی کیریئر کو داؤ پر لگانا ہی ... ہتھیار ڈال کر نہیں ڈٹ کر مقابلہ کر کے لگائیں۔ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔ OO

ساہیوال میں دعوتی سرگرمیاں

ناظم حلقہ پنجاب شرقی زیریں جناب محمد اشرف وصی اور راقم 26/ جون بروز جمعرات شام 7 بجے ساہیوال پہنچے۔ بعد از نماز مغرب مقامی مسجد میں احمد رضا بری نے درس قرآن دیا۔ بعد ازاں ناظم حلقہ نے شارجہ سے آئے ہوئے رفیق تنظیم جناب شعیب احمد سے خصوصی ملاقات کی۔ موصوف بڑی محنت سے تنظیم اسلامی کی دعوت کو اپنے علاقے میں پھیلا رہے ہیں۔ شعیب صاحب کی کوشش سے ان کے گاؤں چک 34 میں خطاب جمعہ کی اجازت حاصل کی گئی۔ یہ ذمہ داری بری صاحب نے ادا کی۔ "فرائض دینی کا جامع تصور" خطاب جمعہ کا موضوع تھا۔ محمد اشرف وصی نے جامع مسجد العزیز میں نماز جمعہ سے قبل خطاب کیا۔ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد ناظم حلقہ اور راقم چک نمبر 34 گاؤں میں گئے۔ بعد از عصر جامع مسجد دارالقرآن اہل حدیث میں فرائض دینی کا جامع تصور کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد از نماز مغرب ناظم حلقہ نے جامع مسجد اہل سنت والجماعت میں درس قرآن دیا۔ جس کا موضوع "ہمارے تمام مسائل کا حل صرف اور صرف قرآن مجید"

احمد رضا بری نے ناظم حلقہ کی ملاقات سپاہ صحابہ ساہیوال کے مقامی علماء کرام سے کروائی۔ وفد کی قیادت علامہ شفیع قاسمی نے کی۔ ناظم حلقہ نے سپاہ صحابہ کے وفد کو شیعہ سنی مفاہمت کے حوالے سے امیر محترم کے موقف سے آگاہ کیا۔ تنظیم اسلامی کی ان کوششوں کو مولانا قاسمی صاحب نے سراہا

مرتب : مزمل احسن شیخ

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶ شمارہ ۲۱
سالانہ زرِ تعاون - /۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس - ریلوے روڈ لاہور
مقامِ اشاعت: ۳۶ - کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ محبوب الحق عاجز
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

بقیہ: محراب و منبر

"لاتثریب علیکم الیوم وانتم الطلقاء"

ثانیاً اس اعلان سے یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ طالبان کی حکومت نہایت مستحکم ہو چکی ہے۔

محاذ جنگ پر صورتحال یہ ہے کہ طالبان کے دعویٰ کے مطابق انہوں نے صوبہ تالقان پر، جو ربانی کا ہیڈ کوارٹر ہے، قبضہ کر لیا ہے۔ اس فتح سے ظاہر ہو گیا ہے کہ طالبان مخالف دھڑوں کے باہمی اتحاد کی بدولت کہ جس میں انہیں روس، ایران اور بھارت کا بھرپور تعاون بھی حاصل تھا، طالبان کو مزار شریف سے فتح کے بعد جو پسپائی ہوئی تھی اور ان کے پاؤں اکھڑتے جا رہے تھے، اب انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا دیا ہے۔ اور مخالفین کی اس یلغار کو روک لینے میں وہ کامیاب ہو گئے ہیں جسے ایک اعتبار سے مخالف قوتوں کی آخری متحدہ کوشش کہا جا سکتا ہے۔

ایک اور اچھی خبر یہ ہے کہ سعودی عرب نے ایران کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ یہ دونوں ملک ایک دوسرے کے دشمن چلے آ رہے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا یہ بھی ہے کہ پاکستان میں جو شیعہ سنی منافرت چل رہی ہے اس میں ایران اور سعودی عرب کی درپردہ لڑائی کا ایک عنصر بھی شامل تھا۔ سعودی عرب اہل سنت اور ایران اہل تشیع کو مدد فراہم کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔ لیکن اب سعودی عرب کی طرف سے دوستی کا اعلان نہایت خوش آئند ہے۔ اس کے ساتھ شہزادہ عبداللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ کویت میں امریکہ نواز عرب اور افریقی کی ممالک کانفرنس منعقد نہیں ہونی چاہئے۔ سعودی حکومت کے اس اقدام سے ایران اور سعودی عرب کے فاصلے کم ہو جائیں گے۔ کاش کہ ایران بھی طالبان حکومت کے بارے میں اپنا رویہ بدل لے اور پاکستان میں بھی شیعہ اور سنی نفاذ اسلام کے عظیم تر مقصد کے لئے جمع ہو جائیں۔

امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد جس طرح غیر تربیت یافتہ اور غیر منظم "ہجوم" کو سڑکوں پر لانے کے لئے کوشاں ہیں، وہ سود مند نہیں۔ شباب ملی اور پاسبان ایسی تنظیموں کے زیر اثر حکومت مخالف تحریکوں سے سوائے فساد کے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ اور قوی اندیشہ ہے کہ اس طرح کی کسی تحریک کے نتیجے میں ملک پر ترکی اور الجزائر جیسا عریاں مارشل لاء مسلط ہو جائے۔

عالم اسلام

سعودی عرب آئندہ خطے میں زیادہ فعال کردار ادا کرے گا

—— کیتھی ایونز ——

لندن: خلیج میں مغرب کے سب سے زیادہ قابل اعتماد ساتھی سعودی عرب سے ملنے والی اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ مستقبل کے حکمران شہزادہ عبداللہ اقتدار میں آ کر عربوں کے مفاد کے لئے ایک فعال کردار ادا کریں گے۔ ولی عہد نے گزشتہ دو ہفتوں میں تین اہم عرب دارالحکومتوں قاہرہ، دمشق اور بیروت کا دورہ کر کے جن اعلیٰ سطحی سرگرمیوں کا آغاز کیا ہے وہ خاصی چونکا دینے والی ہیں۔ انہوں نے امریکہ کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ ہٹ دھرمی پر مبنی اسرائیلی رویے کی اندھا دھند امریکی حمایت کا خطرناک نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔ انہوں نے آئندہ قطر میں منعقد ہونے والی اس کانفرنس کے بائیکاٹ کی کھل کر حمایت کی جس میں اسرائیل کی شرکت متوقع تھی۔

سعودی عرب اب تک ہمیشہ پس پردہ رہ کر اپنی طاقت بروئے کار لاتا رہا ہے اور اس نے عرب سٹیج پر زیادہ نمایاں ہونے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اس کے برعکس ولی عہد شہزادہ عبداللہ کا آگے بڑھ کر عرب معاملات پر بات کرنا بہت سے لوگوں کے لئے حیرت کا باعث بنا ہے۔ اگرچہ بعض تبصرہ نگار یہ کہہ کر اس کی شدت میں کمی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ شہزادہ اپنے حلیف امریکہ کو مخاطب کر کے دراصل اسرائیل کو خبردار کرنا چاہتا ہے تاہم عالم عرب میں بالعموم شہزادہ کے جاندار رویے کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ ایک سینئر سعودی ایڈیٹر نے سعودی عرب کی خارجہ پالیسی میں اسے ایک صحت مند علامت قرار دیا اور کہا کہ بجائے اس کے کہ ہم دوسروں کا انتظار کریں کہ وہ آ کر ہم سے بات کریں عبداللہ جا کر عرب راہنماؤں سے ملاقات کر رہے ہیں۔

اس ہفتے مزید ایک پیش رفت یہ دیکھنے میں آئی کہ سعودی حکومت کا ایک نمائندہ ایران گیا اور باہمی تعلقات کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ ادھر سے جلد ہی ایران کے رخصت ہونے والے صدر ہاشمی رفسنجانی سعودی عرب کا دورہ کرنے والے ہیں۔ نیز شہزادہ عبداللہ اگلے دسمبر میں تہران میں منعقد ہونے والی اسلامک کانفرنس آرگنائزیشن کے سربراہی اجلاس میں شرکت کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ یہ پیش رفت ایک ایسے ماحول میں ہو رہی ہے جس میں ایران سے متعلق امریکی پالیسی گومگو کا شکار نظر آتی ہے۔ ایک تبصرہ نگار کا کہنا تھا کہ اب جبکہ ایران کے نئے راہنما نسبتاً ایک معقول طرز عمل اختیار کرنے پر آمادہ ہیں تو ایران کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے، ویسے بھی ایران بہرحال اس خطے میں ایک اہم ملک کی حیثیت سے موجود ہے۔

اس خطے کے بارے میں مغرب کے ایک ماہر کا خیال تھا کہ امریکہ کے ساتھ سعودی عرب کے تعلقات میں کسی بڑی تبدیلی کا امکان نہیں البتہ شہزادہ عبداللہ عربوں کے معاملات کے بارے میں یقیناً ایک مضبوط موقف اختیار کرے گا۔ اگرچہ اس وقت ملک کے اندر تمام اختیارات علالت کے باوجود موجودہ سلطان شاہ فہد کے پاس ہیں اور شہزادہ عبداللہ کو مشکل حالات کا سامنا ہے لیکن ملک کی مجلس شوریٰ اور وزارتی کابینہ میں حالیہ تبدیلیوں کے بعد امید ہے صورتحال بہتر ہو گی۔

(ڈان، ۵ جولائی)